لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

القران الحکیم ۱۲:۶۵

النور

امان ۱۳۸۹ ہش
مارچ ۲۰۱۰ء

مسیح موعود نمبر

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

Group Photos: National Ijtimā' of Majlis Ansārullāh-2009

Group Photo-Interfaith Meeting Held at Austin, Texas

Group Photo With Former Mayor of Houston, Texas

Maulana Naseem Mahdi,
Na'ib Ameer And Missionary In-charge
Received 'Order of Ontario', the Highest Award
Given by the Provincial Government of Ontario, Canada

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (2:258)

النــــور

مارچ 2010

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

فہرس

نگران: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر
امیر جماعت احمدیہ ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ:
karimzirvi@yahoo.com
Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ...

(الحج : 78)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے ربّ کی عبادت کرو۔

{700 احکام خُداوندی صفحہ 58}

قرآن کریم

اَللّٰہُ لَآاِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۵ لَاتَاْ خُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط

اللہ وہ (ذات) ہے جس کے سوا پرستش کا (اور) کوئی مستحق نہیں۔ کامل حیات والا

(اپنی ذات میں) قائم اور سب کو قائم رکھنے والا۔ نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند (کا وہ محتاج ہے)۔

(البقرة: 256)

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ:

صرف ایک ہی اللہ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اُس کو چھوڑ کر کسی اور کی تلاش کرلونگا تو ایسا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ ایک ہی ہے دو نہیں۔ تین نہیں۔ چار نہیں۔ چار نہیں یا ہزاروں لاکھوں نہیں۔ جب ایک ہی اللہ ہے تو اُس کو چھوڑ کر اور کہاں جاؤ گے۔۔۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ کئی خدا ہیں اور اُن کے خداؤں میں جھگڑے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ شِو نے ایک آدمی پر ناراض ہوکر اُسے مار ڈالا۔ لیکن وہ برہما کا پیارا تھا اُس نے کہا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم اس کو زندہ کرلیں گے چنانچہ برہما نے اُسے زندہ کردیا۔ مگر شِو نے اُسے پھر ماردیا۔ اور برہما نے پھر اُسے زندہ کردیا۔ غرض شِو اُسے مارتے جاتے اور برہما اُسے زندہ کرتے جاتے ہیں۔ یہی اُن کا جھگڑا لگا رہا۔۔۔ مگر ہم خدا تعالیٰ کو یہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ ایک ہی آقا ہے اور اُس کے سوا اَور آقا نہیں۔ پھر ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا وہ آدمؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا اور نوحؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ ابراہیمؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ عیسیٰؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا اور وہ آج بھی زندہ ہے۔ اور اگر دنیا اور ہزاروں سال تک قائم رہے گی تو ہزاروں سال تک اور اگر ایک کروڑ سال تک اور اگر ایک ارب سال تک قائم رہے گی تو ایک ارب سال تک وہ اپنی زندگی کے نشانات دکھاتا چلا جائے گا۔ کیونکہ وہ حَیٌّ و قَیُّوْم خدا ہے۔ اور وہ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ کا مصداق ہے۔ اُس پر اونگھ اور نیند ہی نہیں آتی تو اُس کے نشانات کا سلسلہ کس طرح ختم ہوسکتا ہے۔ جب ایسے خدا سے انسان اپنا تعلق پیدا کرلیتا ہے تو اس کی ضرورتوں کا وہ آپ کفیل ہوجاتا ہے اور ہمیشہ اس کی تائید کیلئے اپنے غیر معمولی نشانات ظاہر کرتا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے پاس اکثر لوگ اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ اور آپ اُس میں سے ضرورت پر خرچ کرتے رہتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے اس طرح رزق دیتا رہتا ہے بعض دفعہ ہم نے دیکھا کہ امانت

رکھوانے والا آپ کے پاس آتا اور کہتا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت ہے۔ میری امانت مجھے واپس دے دی جائے۔ آپ کی طبیعت بڑی سادہ تھی۔ اور معمولی سے معمولی کاغذ کو بھی آپ ضائع کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ جب کسی نے مطالبہ کرنا تو آپ نے ردّی سا کاغذ اُٹھانا اور اُس پر اپنے گھر والوں کو لکھ دینا کہ امانت میں سے دوسو روپیہ بھجوا دیا جائے۔ اندر سے بعض دفعہ جواب آتا کہ روپیہ تو خرچ ہو چکا ہے یا اتنے روپے ہیں اور اتنے روپوؤں کی کمی ہے۔ آپ نے اُسے فرمانا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ ابھی روپیہ آ جاتا ہے۔ اتنے میں ہم نے دیکھنا کہ کوئی شخص دھوتی باندھے ہوئے جونا گڑھ یا بمبئی کا رہنے والا چلا آ رہا ہے اور اُس نے آ کر اُتنا ہی روپیہ آپ کو پیش کر دینا۔ ایک دن تو لطیفہ ہوا کسی نے اپنا روپیہ مانگا اُس دن آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ مگر اُسی وقت ایک شخص علاج کیلئے آ گیا۔ اور اُس نے ایک پڑیہ میں کچھ رقم لپیٹ کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ حافظ روشن علی صاحبؓ کو علم تھا کہ روپیہ مانگنے والا کتنا روپیہ مانگتا ہے آپ نے حافظ صاحبؓ سے فرمایا دیکھو اس میں کتنی رقم ہے انہوں نے گنا تو کہنے لگے بس اُتنی ہی رقم ہے جتنی رقم کی حضور کو ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا یہ اُس کو دے دو۔ اسی طرح آپ ایک پرانے بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک قرضخواہ اُن کے پاس آ گیا۔ اور اُس نے کہا کہ آپ نے میری اتنی رقم دینی ہے اور اس پر اتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ اب آپ میرا روپیہ ادا کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو ہے نہیں جب آئے گا دے دونگا۔ وہ کہنے لگا تم بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو اور قرض لے کر ادا نہیں کرتے۔ یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اتنے میں وہاں ایک حلوا بیچنے والا لڑکا آ گیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آٹھ آنے کا حلوہ دے دو۔ لڑکے نے حلوہ دے دیا اور انہوں نے وہ حلوہ اس قارض کو کھلا دیا۔ لڑکا کہنے لگا کہ میرے پیسے میرے حوالے کیجئے۔ وہ کہنے لگے تم آٹھ آنے مانگتے ہو اور میرے پاس تو دو آنے بھی نہیں۔ وہ لڑکا شور مچانے لگ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ قرض خواہ کہنے لگا کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ میری رقم تو ماری ہی تھی اس غریب کی اُٹھنّی بھی ہضم کر لی۔ غرض وہ دونوں شور مچاتے رہے اور وہ بزرگ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے اپنی جیب میں سے ایک پڑیہ نکال کر انہیں پیش کی۔ اور کہا کہ فلاں امیر نے آپ کو نذرانہ بھیجا ہے۔ انہوں نے اُسے کھولا تو اُس میں روپے تو اتنے ہی تھے جتنے قرضخواہ مانگتا تھا مگر اُس میں اُٹھنّی نہیں تھی۔ کہنے لگے۔ یہ میری پڑیہ نہیں اسے واپس لے جاؤ۔ یہ سنتے ہی اُس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور اُس نے جھٹ اپنی جیب سے ایک دوسری پڑیہ نکالی اور کہنے لگا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ کی پڑیہ یہ ہے۔ انہوں نے اُسے کھولا تو اُس میں اتنے ہی روپے تھے جو قارض مانگ رہا تھا اور ایک اُٹھنّی بھی تھی۔ انہوں نے دونوں کو بلایا اور وہ روپے انہیں دے دیئے۔ غرض زندہ خدا اپنے بندوں کی تائید میں ہمیشہ اپنے نشانات دکھاتا رہتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم، سورۃ البقرۃ آیت 256)

احادیثِ مبارکہ

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَرَّ بِدِ یْنِہٖ مِنْ اَرْضٍ اِلٰی اَرْضٍ مَخَافَةَ الْفِتْنَةِ عَلٰی نَفْسِہٖ وَدِیْنِہٖ کُتِبَ عِنْدَاللہِ صِدِّیْقًا فَاِذَا مَاتَ قَبَضَہُ اللہُ شَہِیْدًا وَتَلَاھٰذِہِ الْاٰیَةِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ثُمَّ قَالَ: وَالْفَآرُّوْنَ بِدِیْنِھِمْ مِنْ اَرْضٍ اِلٰی اَرْضٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فِیْ دَرَجَتِہٖ فِی الْجَنَّةِ۔

(دُرِّ منثور صفحہ 176/6)

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے دین میں فتنہ کے ڈر سے (بچاؤ کی خاطر) ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھاگ جاتا ہے وہ خدا کی نظر میں صدیق ہے اور اگر وہ اس حالت میں فوت ہوجاتا ہے تو وہ شہید ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنے ربّ کے ہاں صدیق اور شہید ہیں'' پھر آپؐ نے فرمایا جو لوگ اپنے دین کے بچاؤ کی خاطر ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتے ہیں وہ قیامت کے روز (آخری زمانہ میں) عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ایک ہی درجہ کی جنت میں ہوں گے۔

☆=====☆

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْجِھَادُ وَاجِبٌ عَلَیْکُمْ مَعَ کُلِّ اَمِیْرٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَیْکُمْ خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ۔

(ابو داؤد کتاب الجھاد فی الغز و مع ائمة الجور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر امیر کے ساتھ جہاد واجب ہے خواہ وہ تمہاری نظر میں نیک ہو یا بد۔ اسی طرح نماز ہر مسلمان کے پیچھے پڑھنی واجب ہے تمہاری نظر میں وہ نیک ہو یا فاجر یا بڑے گناہوں میں ملوث ہو۔

☆=====☆

۔۔۔۔ملفوظات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام۔۔۔۔

نماز کے بعد تسبیح

ایک صاحب نے پوچھا کہ بعد نماز تسبیح لے کر 33 مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ جو پڑھا جاتا ہے اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا!
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ حسبِ مراتب ہوا کرتا تھا اور اسی حفظ مراتب نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو مشکلات پیش آتی ہیں اور انہوں نے اعتراض کر دیا ہے کہ فلاں دو احادیث میں باہم اختلاف ہے؛ حالانکہ اختلاف نہیں ہوتا بلکہ وہ تعلیم بلحاظ محل اور موقعہ کے ہوتی تھی۔ مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے پوچھا کہ نیکی کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہے کہ اس میں یہ کمزوری ہے کہ ماں باپ کی عزت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا نیکی یہ ہے کہ تو ماں باپ کی عزت کر۔ اب کوئی خوش فہم اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ بس اور تمام نیکیوں کو ترک دیا جاوے یہی نیکی ہے۔ ایسا نہیں۔۔ اسی طرح تسبیح کے متعلق بات ہے۔ قرآن شریف میں تو آیا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (انفال:46) اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ اب یہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا نماز کے بعد ہی ہے تو 33 مرتبہ تو کثیر کے اندر نہیں آتا۔ پس یاد رکھو کہ 33 مرتبہ والی بات حسب مراتب ہے. ورنہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذّت سے یاد کرتا ہے اُسے شمار سے کیا کام۔ وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔
ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی۔ اُس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے پھیر رہا ہے۔ اس عورت نے اُس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اُس نے کہا کہ مَیں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کر؟
درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکرِ الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذّت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے جو 33 مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی کہ کوئی شخص ذکر نہ کرتا ہوگا تو آپؐ نے اُسے فرمایا کہ 33 مرتبہ کر لیا کر۔ اور یہ تو تسبیح ہاتھ میں لے کر بیٹھتے ہیں۔ یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے حالات سے آشنا ہو تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ آپؐ نے کبھی ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا تھے۔ انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہنچے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ رات کو جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے آپؐ کو بستر پر نہ پایا۔ مجھے خیال گزرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے؛ چنانچہ مَیں نے سب گھروں میں دیکھا مگر آپؐ کو نہ پایا۔ پھر مَیں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپ سفید چادر کی طرح زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں سَجَدَتْ لَكَ رُوْحِيْ وَجَنَانِيْ اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ 33 مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر گز نہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحات 14-15)

منظوم کلام امام الزمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دن بُرے آئے اکٹھے ہوگئے قحط و وبا ‏ ‏ ‏ اب تلک توبہ نہیں اب دیکھئے انجام کار

ہے غضب کہتے ہیں اب وحی خُدا مفقود ہے ‏ ‏ ‏ اب قیامت تک ہے اس اُمّت کا قِصّوں پر مدار

یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے! ‏ ‏ ‏ پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار

وہ خُدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم ‏ ‏ ‏ اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

گوہرِ وحیِ خُدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر ‏ ‏ ‏ اِک یہی دِیں کیلئے ہے جائے عِزّ وافتخار

یہ وہ گُل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں ‏ ‏ ‏ یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مُشکِ تتار

یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے دَر کھلیں ‏ ‏ ‏ یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رُوئے نِگار

بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے ‏ ‏ ‏ بس یہی اِک قصر ہے جو عافیت کا ہے حِصار

ہے خدادانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں ‏ ‏ ‏ محض قِصّوں سے نہ ہو کوئی بشر طُوفاں سے پار

ہے یہی وحیِ خُدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں ‏ ‏ ‏ جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار

☆......☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کی دعاؤں میں سے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کی دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سکھائی گئی ہے اور آپؑ کی جماعت کو بھی کرنی چاہیئے

پاکستان کے حالات کے بارہ میں تمام احمدیوں کو اور پاکستانیوں کو خاص طور پر اس دُعا کی خصوصی تحریک

آنحضرت ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْھَادِیْ کے ایمان افروز جلووں کا روح پرور بیان

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 27 رفروری 2009ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○

يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيْهِمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(المائدہ :17)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کے ذریعہ اُنہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

یہ اسلام کا خدا ہے جس نے 1500 سال پہلے آنحضرت ﷺ کو انتہائی تاریکی کے زمانہ میں بھیجا اور آپ کے ذریعہ سے یہ اعلان بھی فرمادیا کہ جب پھر تاریکی کا دور آئے گا تو آخرین میں سے بھی تیرا ایک غلام صادق کھڑا کروں گا جو قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا اور اس کے ذریعہ سے پھر دنیا اسلام کی حقیقی تعلیم کو جانے گی۔ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے جو دنیا کی سلامتی اور ہدایت کے لئے ہر زمانہ میں اپنے خاص بندوں کو بھیجتا ہے تا کہ دنیا کو سیدھے راستے کی طرف چلائیں۔لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ سعید فطرتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ جو اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو ہدایت دیتا ہے۔ جو ہدایت کی تلاش میں ہوتے ہیں اُنہیں ہدایت دیتا ہے۔ اس وقت میں آنحضرت ﷺ کے زمانے کے اور پھر آپؐ کے غلام

صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے جو۔اس زمانہ کے بعض واقعات پیش کروں گا جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح کوشش کرنے والوں کی ان کی کسی نیکی کی وجہ سے ہدایت کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے وقت میں طفیل بن عمرو ایک معزز انسان اور ایک عقلمند شاعر تھے جب وہ ایک دفعہ ایک مشاعرے کے سلسلہ میں مکّہ آئے (کاروبار کے لئے بھی آیا کرتے تھے تو بہرحال ایک سفر میں مکہ آئے) تو قریش کے بعض لوگوں نے انہیں کہا کہ اے طفیل! آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں تو یاد رکھیں کہ اس شخص (یعنی آنحضرت ﷺ کا نام لے کے کہا) نے (نعوذ باللہ) ایک عجیب فتنہ برپا کر رکھا ہے اور اس نے ہماری جمعیت کو منتشر کر دیا ہے۔ بھائی کو بھائی سے لڑا دیا، باپ کو بیٹے سے لڑا دیا، ماں بچوں کو علیحدہ کر دیا۔ بہرحال انہوں نے کہا کہ وہ بڑے جادو بیان ہیں اور اس وجہ سے لوگ ان کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ آپ قوم کے سردار بھی ہیں اس لئے ان سے بچ کے رہیں اور ان کی کوئی بات نہ سنیں۔

جس طرح آج کل کے مولویوں کا بھی یہ حال ہے کہتے ہیں کہ احمدیوں کی کوئی بات نہ سنو۔ ان سے بچ کے رہو۔ کسی بھی قسم کی مذہبی گفتگو ان سے نہ کرو۔ نہیں تو یہ تمہیں اپنے جادو میں پھنسا لیں گے۔ اور اسی وجہ سے اب تک 1974 کی اسمبلی میں جو کارروائی ہوئی تھی اس کو انہوں نے چھپا کے رکھا ہوا ہے کہ اس کارروائی سے پاکستان کے لوگوں پہ، قوم پہ واضح ہو جائے گا کہ حق کیا ہے اور صداقت کیا ہے؟

بہرحال طفیل کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے اتنی تاکید کی کہ مَیں نے پکا ارادہ کر لیا کہ مَیں آنحضرت ﷺ کے قریب بھی نہیں پھٹکوں گا اور اس وجہ سے کہ کہیں غیر ارادی طور پر ان کی آواز میرے کان میں نہ پڑ جائے، مَیں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں خانہ کعبہ میں پہنچا تو مَیں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ غیر ارادی طور پر یا ارادۃً بہرحال کہتے ہیں کہ مَیں قریب جا کے کھڑا ہو گیا اور آپؐ کی تلاوت کے چند الفاظ باوجود اس روئی ٹھونسنے کے میرے کان میں پڑ گئے اور مجھے یہ کلام بڑا اچھا لگا۔ تو مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ میرا برا ہو کہ مَیں ایک عقلمند شاعر ہوں اور برے بھلے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ آخر اس شخص کی بات سننے میں کیا حرج ہے؟ اگر اچھی بات ہو گی تو مَیں اسے قبول کر لوں گا اور بری ہو گی تو چھوڑ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر مجھے عقل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نیک فطرتوں کی اس طرح راہنمائی فرماتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کچھ دیر مَیں نے انتظار کیا؟ آنحضرت ﷺ عبادت سے فارغ ہوئے اور اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے تو مَیں بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آنحضرت ﷺ جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو مَیں نے کہا اے محمد! ﷺ۔ آپؐ کی قوم نے مجھے آپ کے بارے میں یہ یہ کہا ہے کہ بڑے جادو بیان ہیں۔ گھروں میں آپس میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ قوم میں لڑائی اور فتنہ وفساد برپا کر دیا ہے اور اتنا ڈرایا ہے کہ مَیں نے اس وجہ سے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی ہے کہ کہیں آپؐ کی کوئی آواز میرے کان میں نہ پڑ جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی مجھے آپؐ کا کلام سنوا دیا اور جو میں نے سنا ہے وہ بڑا عمدہ کلام ہے۔ مجھے اور کچھ بتائیں۔ طفیل کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اسلام کے بارے میں مزید کچھ بتایا اور قرآن شریف پڑھ کے سنایا۔ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! مَیں نے اس سے خوبصورت کلام اور اس سے زیادہ صاف اور سیدھی بات کوئی نہیں دیکھی۔ تو یہ سننے کے بعد پھر مَیں نے اسلام قبول کر لیا اور کلمہ پڑھ لیا۔ پھر مَیں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں قوم کا سردار ہوں اور امید ہے میری قوم میری بات مانے گی۔ مَیں واپس جا کے اپنی قوم کو اسلام کی تبلیغ کروں گا۔ آپؐ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی عطا فرمائے اور اس کے مقابلے میں مجھے کوئی تائیدی نشان بھی بتائیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے ایک دعا کی اور مَیں اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا۔ روایت میں ہے کہ جب مَیں جا رہا تھا تو ایک گھاٹی پہ پہنچا جہاں آبادی کا آغاز ہوتا ہے۔ مَیں نے جیسے روشنی سی محسوس کی، دیکھا کہ میرے ماتھے پر آنکھ کے درمیان کوئی چیز چمک رہی ہے۔ تو مَیں نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ نشان میرے چہرے کے علاوہ کہیں دکھا دے کیونکہ اس سے تو میری قوم والے کہیں گے کہ تمہارا چہرہ بگڑ گیا ہے۔ تو کہتے ہیں وہی روشنی کا نشان میری جو سوٹی تھی یا چابک تھی اس کے سرے پر ظاہر ہوا اور جب مَیں سواری سے اتر رہا تھا تو لوگوں نے اس نشان کو دیکھا۔ بہرحال اپنے قبیلے میں پہنچے۔ انہوں نے کہا اگلے دن میرے والد مجھے ملنے آئے تو مَیں نے کہا کہ میرا اور آپ کا تعلق آج سے ختم ہے، انہوں نے کہا وجہ؟ مَیں نے کہا مَیں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی بیعت میں آ گیا ہوں۔ تو والد نے کہا کہ مجھے بھی بتاؤ کیا ہے؟ مَیں نے انہیں کہا کہ جائیں پہلے غسل کریں۔ وہ غسل

کر کے، نہا دھو کے آئے۔ مَیں نے انہیں اسلام کی تعلیم کے بارہ میں بتایا۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ پھر میری بیوی میرے پاس آئی۔ اس کو بھی میں نے یہی کہا کہ تمہارا میرے سے تعلق ختم ہو گیا ہے اور مَیں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس نے بھی یہی بات کی۔ اس کو بھی مَیں نے کہا کہ تم پہلے صاف ستھری ہو کے آؤ تا کہ تمہیں اسلام کی تعلیم دوں۔ خیر وہ بھی اسی طرح آئی اور اسلام قبول کر لیا۔

کچھ عرصے بعد پھر انہوں نے اپنی قوم کو بھی تبلیغ شروع کر دی۔ یہ دوس قبیلہ کے تھے۔ لیکن بڑی سخت مخالفت ہوئی۔ یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ قبیلہ تو میری بڑی مخالفت کر رہا ہے۔ آپؐ میرے قبیلے کے لوگوں کے خلاف بد دعا کریں۔ تو آنحضرت ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! دوس کے قبیلے کو ہدایت عطا فرما۔ پھر آپ کو فرمایا کہ واپس جائیں اور بڑی نرمی سے اور پیار سے اپنے قبیلے کو تبلیغ کریں۔ بہر حال کہتے ہیں مَیں تبلیغ کرتا رہا۔

(السیرة النبویہ لابن ھشام قصة اسلام الطفیل بن عمر الدوسی صفحہ 277-278)

اس عرصہ میں آنحضرت ﷺ مکّہ سے ہجرت کر گئے اور وہاں جا کے بھی کفارِ مکّہ نے اسلام کے خلاف بڑی شدت سے حملے شروع کر دیئے تو کہتے ہیں کہ جب جنگ احزاب ہوئی تو اس کے بعد میرے قبیلے کے کافی لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور بڑی تعداد اسلام میں داخل ہو گئی۔ طفیل بن عمرو، جو طفیل بن عمرو دوسی کہلاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر یہ 70 خاندانوں کے ساتھ مدینے میں ہجرت کر گئے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

پس ہدایت کی جو دعا آنحضرت ﷺ نے کی اس کا ایک وقت اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا تھا۔ کئی سالوں کے بعد جا کر اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا اور قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے کبھی جلد بازی سے کام نہیں لیا۔

طائف کے سفر پہ گئے تھے وہاں بھی جب فرشتوں نے پہاڑ گرانے کے لئے کہا تو آنحضرت ﷺ نے ہدایت کی دعا ہی مانگی تھی کہ اس قوم میں سے لوگ ہدایت پائیں گے۔ تو یہ تھا آپؐ کا طریقہ۔ اسی لئے آپ نے یہ دعا بھی ہمیں سکھائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(الشفا لقاضی عیاض جلد اول صفحہ 61۔ الباب الثانی فی تکمیل محاسنہ)

یہ دعا اس زمانے کے لئے بھی ہے۔ پڑھتے رہنی چاہیئے۔ جب آپؑ نے دعویٰ کیا تو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت بڑھی ہوئی تھی اور جیسا کہ پیشگوئیوں میں تھا اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی تائید میں طاعون کا نشان بھی دکھایا۔ لیکن جب یہ نشان ظاہر ہوا تو اس وقت باوجود اس کے کہ یہ نشان آپؑ کی تائید میں ظاہر ہوا تھا آپؑ کی طبیعت میں ایک بے چینی اور اضطراب تھا اور لوگوں کی ہمدردی کے جذبہ سے بعض دفعہ آپؑ کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔

آپؑ کی دعاؤں کا نقشہ، جس طرح آپؑ قوم کے لئے تڑپ کر دعا کرتے تھے، حضرت شیخ یعقوب علیؓ صاحب عرفانی نے مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں مَیں بیت الدعا کے اوپر حجرے میں تھا اور اس جگہ کو مَیں خاص طور پر بیت الدعا کے لئے استعمال کیا کرتا تھا اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت دعا میں گریہ وزاری کو سنا کرتا تھا۔ آپؑ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتّہ پانی ہوتا تھا اور آپؑ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ وہ فرماتے تھے کہ مَیں نے غور سے سنا تو آپؑ مخلوقِ الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دُعا کرتے تھے کہ الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا؟

یہ خلاصہ اور مفہوم ہے اس روایت کا جو مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کی کہ باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب اور انکار کے باعث ہی آیا تھا مگر آپؑ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کے لئے اس قدر بے چین اور حریص تھے کہ اس عذاب کے اٹھائے جانے کے لئے گہری سنسان رات میں تاریکی میں، رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں جبکہ باقی دنیا آرام سے سو رہی تھی۔ تو یہ تھا آپ کا شفقت علیٰ خلق اللہ کا رنگ اور بے نظیر نمونہ۔ بہر حال طاعون کا جو یہ نشان تھا، یہ بھی بہت سوں کے لئے ہدایت کا باعث بنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیان میں کس طرح بے چینی کا اظہار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:

’’اکثر دلوں پر حُبِّ دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔ خدا اس گرد کو اٹھاوے۔ خدا

اس ظلمت کو دور کرے۔ دنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ ۔۔۔ خداوند کریم سے یہی تمنا ہے کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے اور جیسے انہوں نے اپنے گزشتہ زمانہ میں طرح طرح کے زخم اٹھائے ہیں، ویسا ہی ان کو مرہم عطا فرماوے اور ان کو ذلیل اور رسوا کرے جنہوں نے نور کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی اور نیز ان لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی غنیمت نہیں سمجھا اور اس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں ربّ العرش تک پہنچ گئی ہیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں جو نور محمدی اس زمانے کے اندھیروں پر ظاہر ہو اور الٰہی طاقتیں اپنے عجائبات دکھلائیں"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول مکتوب نمبر 5 بنام میر عباس علی صاحب محررہ 9/فروری 1883ء)۔(بحوالہ سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 551)

بہر حال آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فریادوں کو قبول فرمایا اور آپؑ کی تائید میں جو نشانات دکھائے اس کے نتیجے بھی ظاہر ہو رہے ہیں اور کس طرح قبولیت احمدیت کے نظارے دکھا رہا ہے۔ لوگوں کے دلوں کو کس طرح مائل کرتا ہے اس کے بھی بعض واقعات ہیں۔

ملک صلاح الدین صاحب ایم اے، مولوی رحیم اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے کہ مولوی رحیم اللہ صاحب اعلیٰ درجہ کے موحّد تھے۔ آپ کو اکثر فقراء اور سجادہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا مگر سب کو شرک کے کسی نہ کسی رنگ میں ملوث پایا اور آپ کا دل کسی کی بیعت کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اخوند صاحب سوات بھی شہرہ سن کر اتنا لمبا سفر طے کر کے وہاں پہنچے اور بیعت کے لئے عرض کی۔ اخوند صاحب نے مولوی صاحب کو اپنی صورت کا تصور دل میں رکھنے کی تلقین کی۔ اس پر آپ چشم پُر آب ہو گئے اور کہا افسوس میرا اتنا دور دراز کا سفر اختیار کرنا رائیگاں گیا۔ اخوند صاحب بھی شرک کی ہی تلقین کرتے ہیں اور پھر بغیر بیعت کئے واپس لوٹے۔

مولوی صاحبؓ صوفی منش اور سادہ طبیعت کے تھے۔ طبیعت میں بڑا انکسار تھا۔ خلوت پسند تھے۔ عاشق قرآن اور حدیث تھے۔ باخدا بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص مناسبت اور عشق تھا۔ بہر حال بعد میں جب حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آئے تو ان کا یہ حال تھا (جو روایت کرنے والے ہیں، کہتے ہیں) کہ:

"کئی بار نماز پڑھاتے ہوئے عالم بیداری میں آپ کو کشفی حالت طاری ہوئی اور نیز آپ کو حضرت رسول کریم ﷺ اور کئی اور انبیاء کی زیارت بار ہا رؤیا و کشوف میں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت آپ پر نہایت عجیب اور بیّن الہام رویاء اور کشف سے واضح ہوئی تھی۔ چنانچہ فرماتے تھے کہ مَیں نے حضرت کے دعاوی کے متعلق استخارہ کیا تو جواب میں ایک ڈولا (یعنی پالکی سی تھی) کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا اور میرے دل میں القاء ہوا کہ حضرت مسیح آسمان سے اتر آئے ہیں۔ جب پالکی کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو اس کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا۔ تب مَیں نے بیعت کر لی"۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد اول صفحہ 65-66)

پھر خلافت ثانیہ میں فجی کا ایک واقعہ ہے:

"جزائر فجی میں احمدیت کے چرچے اور احمدیہ مشن کے قیام سے پہلے وہاں عیسائیت کا بڑا زور تھا اور حضرت عیسیٰؑ کی آسمان سے آمد کے عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح منتظر تھے۔ بشیر خان صاحب لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے میرے دل میں خیال گھر کرنے لگا کہ عیسائیت سچی ہے اور عیسائی ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ مَیں ابھی عیسائی نہیں ہوا تھا بلکہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے خواب میں ایک نہایت بزرگ انسان ملے۔ انہوں نے بڑے جلال سے مجھے فرمایا:

'محمد بشیر ہوش کرو جس شخص کی تمہیں تلاش ہے وہ عیسیٰ یا مسیح ناصری نہیں ہے بلکہ وہ کوئی اور ہے اور دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے"۔

اس وقت جزائر فجی کے پہلے مبلغ جناب شیخ عبدالواحد صاحب فجی میں آ چکے تھے اور یہ لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم مولوی محمد قاسم صاحب بھی بیعت کر کے

جماعت میں داخل ہو چکے تھے لیکن میرا اس طرف رجحان نہیں ہوتا تھا۔ تاہم اس خواب کے بعد میرا رجحان اس طرف (جماعت کی طرف) ہوا اور مَیں نے اپنے والد صاحب کی طرح شرح صدر سے بیعت کر لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لینے کے بعد مجھے اسلام سے ایسی محبت اور لگاؤ پیدا ہو گیا اور ایسا فہم و فراست اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ مَیں عیسائیوں کے سامنے نہایت جرأت اور یقین سے اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کے بطلان ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔ ''

(روح پرور یادیں۔ صفحہ 142)

پھر خلافت ثانیہ کے زمانے کا ہی ایک اور واقعہ ہے۔ سیرالیون کے ابتدائی احمدی دوست پا سانفاتُولا (Sanfatula) پر عجیب رنگ میں اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ سے احمدیت کی صداقت کا انکشاف فرمایا۔ کہتے ہیں کہ

'' 1939ء کے دوران ایک موقع پر جبکہ میں لُونیاں باؤ ماہون ریاست کے ایک گاؤں میں رہائش رکھتا تھا، مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مالکیہ مسجد کے اردگرد سے گھاس صاف کر رہا ہوں'' (افریقہ میں عموماً مالکی فرقہ کے لوگ زیادہ ہیں جو ہاتھ چھوڑ کر نمازیں پڑھتے ہیں۔) کہتے ہیں'' جب مَیں نے کچھ دیر کام کر کے تھکان محسوس کی تو مسجد کے قریب ہی ایک پام کے درخت کے نیچے ذرا ستانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں'' (یہ سارا خواب کا ذکر چل رہا ہے) '' کہ میرے سامنے کی جانب سے سفید رنگ کے ایک اجنبی دوست ہاتھ میں قرآن کریم اور بائبل پکڑے میری طرف آ رہے ہیں۔ میرے قریب پہنچ کے انہوں نے السلام علیکم کہا اور پھر مجھ سے دریافت کیا کہ اس مسجد کے امام کون ہیں۔ مَیں انہیں ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر مَیں ان سے رخصت لے کر امام مسجد کو بلانے چلا گیا جن کا نام الفا (Alpha) تھا۔ ہم واپس آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مسجد میں ایک سایہ دار کھڑکی سی تیار ہو چکی ہے اور وہ اجنبی شخص ہماری مسجد میں خود امام کی جگہ پر محراب میں کھڑے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ہم دونوں کو حکم دیا کہ اس سایہ دار جگہ میں بیٹھ کر ہم انہیں قرآن سنائیں۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ وہ اجنبی شخص مسجد سے نکل کر ہمارے پاس آئے اور ہمارے امام سے مخاطب ہو کر کہا کہ مَیں تمہیں نماز کا صحیح طریق سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہو گیا اور صبح ہوتے ہی اس کا ذکر مَیں نے اپنے مسلمان دوستوں سے کر دیا''۔

پھر بیان کرتے ہیں کہ:

'' اس خواب کے قریباً ایک ہفتہ بعد صبح کے وقت مَیں نے اپنی کدال لی اور اپنی اسی مالکیہ مسجد کے صحن میں گھاس صاف کرنے لگا۔ قریباً نصف گھنٹے کے کام کے بعد مَیں نے کچھ تھکان سی محسوس کی اور قریب ہی ایک پام کے درخت کے سائے کے نیچے آرام سے کھڑا ہو گیا۔ ابھی چند منٹ گزرے تھے کہ کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے الحاج مولانا نذیر احمد علی صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے قریب آ کے مجھے السلام علیکم کہا اور رہائش کے لئے جگہ وغیرہ دریافت کی۔ کہتے ہیں کہ یہ بات اس لئے تعجب انگیز تھی کہ جو خواب مَیں نے ابھی چند یوم پہلے دیکھا تھا بعینہٖ وہ آج اسی طرح پوری ہو رہی تھی۔ (یعنی مولوی الحاج نذیر احمد علی صاحب ہی وہ بزرگ تھے جو خواب میں مجھے دکھائے گئے تھے۔ اور لباس بھی تقریباً وہی تھا جو انہوں نے خواب میں پہنا ہوا تھا)۔ سو میرے لئے ایسے مہمان کی خدمت ایک خوش قسمتی تھی لہٰذا مَیں آپ کو کسی اور جگہ ٹھہرانے کی بجائے اپنے گھر لے گیا اور خالی کر کے گھر پیش کر دیا۔ اس کے بعد اپنے مسلمان دوستوں کو بلایا اور انہیں بتایا کہ جو مَیں نے خواب دیکھا تھا اور تمہیں سنایا تھا وہ پورا ہو گیا ہے وہ بزرگ تشریف لے آئے ہیں اور میرے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد مَیں تو احمدی ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی تبلیغ سے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور گاؤں کے اکثر مسلمان جو تھے وہ احمدی ہو گئے۔''

(ماخوذ از روح پرور یادیں۔ صفحہ 214-215)

یہ تو مَیں نے 60,50,40 سال پہلے کی باتیں بتائی ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دلوں کو اللہ تعالیٰ صاف کرتا ہے، پاک کرتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ اب مَیں گزشتہ تین چار سال کے بعض واقعات بتاتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کا سامان فرمایا، کس طرح تائیدات عطا فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں نشانوں کی ابھی بھی کمی نہیں ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ انسان پاک دل ہو اور نیک نیتی کے ساتھ ہدایت تلاش کرنے والا ہو۔

مکرم حداد عبدالقادر صاحب (یہ الجزائر کے ہیں) کہتے ہیں کہ 2004ء میں رمضان المبارک میں خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھے کہا: آؤ مَیں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے لے چلتا ہوں۔ مَیں نے دیکھا

کہ تقریباً ایک میٹر اونچی دیوار کے پیچھے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کھڑے ہیں۔ آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ پھر دیکھا حضور ﷺ اور دیوار کے مابین ایک گندمی رنگ کا شخص کھڑا ہے جس کی سیاہ گھنی داڑھی ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس آدمی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ، یہ اللہ کا رسول ہے۔ پھر آپ مشرقی جانب ایک نور کی طرف چلے جاتے ہیں جبکہ یہ شخص اسی جگہ کھڑا رہتا ہے۔

کہتے ہیں چار سال بعد 2008ء میں اتفاقاً آپ کا چینل دیکھا تو اس پر مجھے اس شخص کی تصویر نظر آئی جس کو مَیں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ دیکھا تھا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر تھی۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت بیعت کر لی۔

اسی طرح مصر کی ایک خاتون ہیں ہالہ محمد الجوہری صاحبہ۔ یہ کہتی ہیں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام مہدی اور آپ کی جماعت پانی کے اوپر چل رہے ہیں۔ تو مَیں نے درخواست کی کہ مجھے بھی شرف مصاحبت بخشیں۔ انہوں نے کہا کہ واپسی پر ہم آپ کو ساتھ لے چلیں گے۔ (یعنی مجھے بھی ساتھ شامل کر لیں تو انہوں نے کہا واپسی پہ لے چلیں گے)۔ اس رؤیاء کے بعد مَیں نے صوفی ازم میں حق کی تلاش شروع کی لیکن اطمینان نہ ہوا۔ تو مَیں نے کہا میرے خواب سے مراد صوفی فرقہ نہیں ہوسکتا۔ باوجود اس کے کہ ان لوگوں کا اصرار تھا کہ مَیں نے انہی کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہتی ہیں گھر آ کے مَیں ٹی وی چینل دیکھنے لگی۔ یہاں تک کہ ایم ٹی اے العربیہ نظر آ گیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مَیں نے اس چینل پہ وہی شخص دیکھا جس کو خواب میں دیکھا تھا کہ وہ امام مہدی ہے اور پانی پہ چل رہا ہے۔

پھر عراق کے عبدالرحیم صاحب فنجان کہتے ہیں کہ مَیں نے کچھ عرصہ قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے کہتے ہیں کہ تم ہمارے آدمی ہو۔ لہٰذا تمہیں بیعت کر لینی چاہئے۔ سو مَیں اب بیعت کر رہا ہوں۔

یہ واقعات چند سال کے، دو تین سال کے اور مختلف علاقوں کے بتا رہا ہوں۔

اسی طرح ماریشس ایک دور دراز جزیرہ ہے وہاں سے ہمارے مبلغ نے لکھا کہ ماریشس کے ساتھ ایک چھوٹا سا جزیرہ روڈرگ ہے۔ اس جزیرے کی 36 ہزار کی آبادی ہے اور سارا جزیرہ ہی کیتھولک ہے۔ کہتے ہیں کہ روڈرگ کے دورہ کے دوران ایک دن صبح جب میں تبلیغ کے لئے نکلا تو ایک زیرِ تبلیغ عیسائی لڑکے کو بھی لے لیا اور جزیرے کی دوسری جانب اس لڑکے کی والدہ اور نانی کے پاس بغیر کسی اطلاع کے پہنچے۔ گھر میں داخل ہونے پر ہم نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور تبلیغ شروع کر دی۔ لڑکے کی نانی کہنے لگیں کہ آپ جو پیغام لائے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور مَیں اسے قبول کرتی ہوں کیونکہ گھر میں سب موجود لوگ میرے گواہ ہیں اور مَیں نے یہ خواب انہیں آپ کے آنے سے قبل سنا دی تھی کہ اجنبی لوگ آئے ہیں اور مَیں ان کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہی ہوں کہ یہ رشتہ مجھے منظور ہے۔ کہنے لگیں کہ جب آپ میرے گھر کی طرف آ رہے تھے تو مَیں اپنے کمرے سے آپ کو دیکھ کر کہہ رہی تھی کہ یہ تو بالکل وہی لوگ ہیں جو میں نے خواب میں دیکھے تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ دو دنوں بعد ہم دوسری مرتبہ گئے اور قرآن کریم اور رسائل اور تصاویر کا تحفہ پیش کیا۔ پھر تیسری مرتبہ گئے اور بیعت فارم لے کر گھر گئے اور شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں تو اس عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگیں کہ مجھے اس فارم کے پُر کرنے میں ذرا بھی تردّد نہیں۔ کیونکہ کل رات مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے سامنے دو کاغذ لائے گئے ہیں اور بعینہٖ اسی طرح جیسے آج اس وقت آپ کے ہاتھ میں لمبائی کے رُخ پر فولڈ ہیں مَیں نے خواب میں انہیں دیکھا۔ اور یہ لوگ جو آپ کے سامنے بیٹھے ہیں میری خواب کے گواہ ہیں جو کل مَیں سنا چکی ہوں۔ اپنے گھر والوں کو انہوں نے سنا دی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔

یہ چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ مَیں بھی یہاں گیا ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہاں جماعت کی دو مسجدیں ہیں اور لوگ آہستہ آہستہ عیسائیت سے احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔

امریکہ سے ایک واقعہ ہے۔ ہمارے مبلغ نے لکھا ہے کہ میکسیکن نژاد (Mexican) پانچ افراد پر مشتمل فیملی نے احمدیت قبول کی۔ اس فیملی میں جو خاتون ہیں ان کا نام Jauredui Marielov ہے۔ ان کو مُری نام سے بلاتے ہیں۔ انہوں نے اپنا خواب اس طرح سنایا کہ اگرچہ ان کا تمام خاندان کیتھولک ہے لیکن اس نے عیسائیت پر کبھی عمل نہیں کیا۔ جب ان کی عمر 27 سال کی ہوئی تو انہیں ایک تکلیف ہوئی اور یہ ہسپتال گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے دعائیں مانگنی شروع کیں اور مَیں ہمیشہ ایک خدا سے ہی دعائیں مانگتی تھی۔ ایک

دن خواب میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ایک شیشے پر دیکھی اور اپنے ہاتھ اس پر لگائے کہ مجھے صحت یابی نصیب ہو تو اس دن سے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہوں۔ وہ تصویر ایک شیشے کی مانند تھی اور مَیں آج تک اسے بھلا نہیں سکی۔ وہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میری ملاقات میکسیکن نژاد احمدی خاتون سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے کتب پڑھنے کے لئے دیں اور احمدیت کا تعارف کرایا۔ ان کتابوں میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی اور تصویر دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ میرے آنسو بہہ پڑے اور مَیں تصویر دیکھ کر روتی رہی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حق شناخت کرنے کی توفیق دی ہے اور پھر انہوں نے اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ احمدیت قبول کی۔ یہ پڑھی لکھی خاتون ہیں۔

پھر اسی طرح ہمارے بلغاریہ کے مبلغ لکھتے ہیں (آپ دیکھیں کہ دنیا میں ہر جگہ پر کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہدایت کے سامان پیدا فرما رہا ہے) کہ ایک دوست اولیک (Olek) صاحب کافی عرصہ پہلے زیر تبلیغ تھے۔ عیسائی تھے۔ ان کی بیوی پہلے احمدی ہو چکی ہیں لیکن یہ احمدی نہیں ہوتے تھے۔ اس کی وجہ ان کا خاندان بھی تھا جو عیسائی ہے اور چرچ کی دیکھ بھال کا کام ان کے سپرد ہے۔ 2005ء کے جلسہ سالانہ جرمنی میں ان کو شمولیت کی دعوت دی اس پر یہ مع اہلیہ کے شریک ہوئے (اس وقت انہوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی تھی)۔ واپسی پہ بہت متاثر تھے لیکن بیعت نہیں کر رہے تھے۔ ایک دن ہمارے سنٹر آئے اور کہنے لگے کہ میں نے بیعت کرنی ہے اور مَیں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ مَیں نے پوچھا کہ اب کیا وجہ ہے اتنی جلدی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آج دوسری رات ہے کہ لگاتار خلیفۃ المسیح (میرا بتایا) خواب میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیک اگر تم میرے پاس نہیں آتے تو مَیں خود تمہارے پاس آ جاتا ہوں۔ اس طرح میرے گھر تشریف لاتے ہیں۔ مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ مَیں نے ارادہ کیا ہے اور آج مَیں احمدیت میں داخل ہو گیا ہوں۔ اس طرح بھی اللہ تعالیٰ ہدایت فرماتا ہے۔

کویت کے عبدالعزیز صلاح صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عید کی رات خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ منظر یوں تھا کہ گویا خاکسار امتحان دے رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آ کر مجھ سے امتحان کا پرچہ پکڑ لیا جبکہ وہاں امتحان دینے والے اور بہت سارے لوگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے پرچے پر ٹک کا نشان لگا دیا۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ ایک مسجد میں (میرے متعلق کہا کہ) خلیفۃ المسیح الخامس کے ساتھ ہوں۔ میری طرف دیکھ رہے ہیں اور مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ فرش پر بیٹھا ہوں اور لوگ بیعت کر رہے ہیں۔ تو مَیں نے بھی قریب جا کے کمر پر ہاتھ رکھ کے بیعت کر لی۔

ماسکو سے ہمارے مبلغ نے لکھا کہ عزت اللہ صاحب 27 مئی کو مشن ہاؤس آئے اور بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، کہا کہ آج میری بیعت ضرور لے لیں۔ کیونکہ رات میری خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں اور اس کے بعد مزید دیر نہیں کرنا چاہتا۔ انہوں نے کافی جذباتی رنگ میں اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک غیر ہموار راستے پر ایک بس میں سوار سفر کر رہا ہوں اور مَیں بس کے پچھلے حصے میں کھڑا ہوں۔ یکدم بس کی رفتار تیز ہو گئی اور وہ راستے سے لڑھک گئی اور پچھلا حصہ نیچے کھائی کی طرف ہو گیا تو مَیں اوپر جانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اوپر پہنچ نہیں سکتا۔ اچانک مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہہ کو دیکھا کہ وہ آئے اور اپنا دایاں ہاتھ میری طرف بڑھایا اور فرمایا کہ میرے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ لو تم ہلاک نہیں ہو گے۔ کہتے ہیں کہ مَیں کیسے پکڑوں؟ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے خود ہی اپنا ہاتھ پکڑ کر مجھے اوپر کھینچ لیا۔ کہتے ہیں کہ پھر مَیں ہموار رستے پر چلنا شروع کر دیتا ہوں۔

اسی طرح بورکینا فاسو کے سانو اسحاق صاحب ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ ہمارے محلے کی مسجد میں غیر از جماعت امام نے احمدیت کے خلاف خطبہ دیا اور ریڈیو احمدیہ سننے سے بڑی سختی سے منع کیا۔ مولویوں کے پاس اور کوئی دلیل کا ہتھیار نہیں ہے۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کی باتیں نہ سنو جس طرح کہ مَیں نے پہلے بتایا مکّہ کے لوگوں کا حال تھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے امام سے کہا کہ اگر ہم یہ ریڈیو سنیں گے نہیں تو ہمیں حقیقت کا کیا علم ہو گا۔ امام صاحب کہنے لگے کہ نہیں بالکل نہیں سننا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا اچھا ایک طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اس پر تمہیں اتفاق ہونا چاہئے کہ وہاں بورکینا فاسو میں بوبوجلاسو شہر جو ہے اس میں جتنے بھی مسلمانوں کے فرقے ہیں ان کے

نام پر چیوں پہ لکھ کے کسی بچے سے قرعہ اٹھواتے ہیں اور جس کا بھی قرعہ بچے نے اٹھایا اور پرچی پر نکل آیا تو ہم سمجھیں گے کہ وہ جماعت سچی ہے۔ کہتے ہیں، خیر ہم نے جتنے بھی فرقے تھے ساروں کے نام لکھے۔ بچے کو بلایا اس سے پرچی اٹھوائی تو اس پر لکھا ہوا تھا جماعت احمدیہ۔ پھر امام صاحب کو تسلی نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا نہیں ایک دفعہ اور کرو۔ دوسری دفعہ اٹھایا پھر نام نکلا جماعت احمدیہ۔ پھر تسلی نہیں ہوئی۔ پھر تیسری دفعہ اٹھایا۔ آخر امام صاحب بڑے پریشان ہوئے مگر ان کے لئے ہدایت کا سامان ہو گیا۔

اسی طرح ناروے کا ایک واقعہ ہے۔ کہتے ہیں ایک صاحب نے امیر صاحب کو کہا کہ 7 مئی 2004ء کا میرا خطبہ جوٹی وی پر آ رہا تھا تو ایک غیر از جماعت دوست نے فون کیا اور ملنے کی خواہش کی اور ملاقات پر انہوں نے بتایا کہ خطبہ جمعہ سن کر ان میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ ہدایت کے سامان فرما دیتا ہے۔

اسی طرح بوزنیا سے ایک زیر تبلیغ نوجوان نے خواب کے ذریعے بیعت کی ہے اس نوجوان نے خود اپنی خواب بیان کی۔ کہتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک بڑے شہر میں چل رہا ہوں جہاں افراتفری مچی ہوئی ہے۔ وہاں مَیں نے بہت سے یہودی عیسائی اور مسلمان دیکھے جو حیران اور گند سے بھری ہوئی گلیوں میں ادھر ادھر پھر رہے ہیں جیسے گم گئے ہیں۔ اچانک میری نظر اپنے دائیں طرف پڑتی ہے تو میں ایک خوبصورت درخت دیکھتا ہوں جس کے نیچے لوگوں کا ایک چھوٹا سا گروہ بیٹھا ہوتا ہے۔ انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور پگڑیاں باندھی ہوئی ہیں۔ اس افراتفری کے دوران وہ مکمل سکون سے اور ایک حلقے کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ ہے۔ مَیں خواب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ ضرور احمدی ہیں۔ مَیں ان کے پاس پہنچ جاتا ہوں اور ان میں شمولیت اختیار کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد پھر انہوں نے بیعت کر لی۔

پھر ہمارے مبلغ فجی لکھتے ہیں کہ 16 سال کا ایک ہندو تھا اس کی مسلمان لڑکی سے شادی ہوئی تھی اور خود ہندو ہی تھا۔ ایک روز ہم اس کے گھر ملنے کے لئے گئے تو اس نے روتے ہوئے کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ اور ان کا لباس اور ٹوپی بالکل یہی تھی جو آپ نے پہن رکھی ہے اس پر اس نے بیعت کر لی۔

پھر ایک کرد مسلمان، قاسم دال صاحب جرمنی میں ہیں وہ اپنی جرمن بیوی اور تین بیٹیوں کے ساتھ جماعت کے تبلیغی سٹال پہ تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر سے بات شروع ہوئی اور خوب غصّہ سے بولے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد کون آ سکتا ہے۔ پندرہ منٹ کی بحث کے بعد آخر ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے ان کا فون نمبر لے لیا، چلے گئے۔ اگلے دن انہوں نے کھانے پر بلایا۔ تبلیغی نشست ہوئی۔ انہوں نے کتابیں بھی دیں۔ دو دن کے بعد ان کا فون آیا کہ مَیں نے کتابیں نہیں پڑھیں اور مَیں نے وہ کتابیں جلا دی ہیں کیونکہ مجھے مولویوں نے یہی کہا ہے کہ ان کی کسی قسم کی چیز پڑھنی بھی نہیں ہے۔ خیر انہوں نے ان کو کہا کہ ٹھیک ہے، نہ مانیں۔ آپ جمعرات کو دوبارہ تشریف لائیں۔ دوستی تو ختم نہیں ہو سکتی۔ تو خیر اس دن وہ آئے اور اس دن روزہ رکھ کے آئے ہوئے تھے کہ احمدی کے گھر سے کھانا بھی نہیں کھانا۔ خیر باتیں کرتے رہے۔ باتیں لمبی ہوتی چلی گئیں اور روزہ کی افطاری کا وقت ہو گیا اور مجبوراً ان کو وہاں روزہ افطار کرنا پڑا۔ کھانا تو کھانا پڑ گیا۔ ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے ان کو کہا کہ آپ مولوی کی باتیں چھوڑیں اور چالیس روز صاف دل ہو کے اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے بارے میں درد دل سے دعا کریں اور اس عرصہ میں کوئی تعصب نہ ہو۔ تو کہتے ہیں کہ تیسرے دن ان کا ٹیلیفون آیا اور اپنی کام کی جگہ سے آیا کہ تمہارے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی فوٹو ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے تو جواب دیا کہ مَیں ابھی کام چھوڑ کے آ رہا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے غائبانہ آواز آئی ہے کہ ثبوت کیا مانگتے ہو ثبوت تو ہم تمہیں دکھا چکے ہیں اور ساتھ ہی ان کو وہ خواب یاد دلائی گئی جس میں انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تھا کہ کسی فوج کی کمان کر رہا ہوں اور فرشتے ساتھ ہیں۔ بہر حال اس کے بعد انہوں نے پھر بیعت کر لی۔

تو یہ چند واقعات ہیں جو مَیں نے بیان کئے ہیں مختلف ملکوں کے بے شمار ایسے واقعات ہیں۔ کچھ تو جلسوں پر بیان کئے جاتے ہیں لیکن اتنا وقت نہیں ہوتا کہ سارے بیان کئے جا سکیں۔ میرا خیال تھا کہ قادیان کے جلسے پہ بیان کروں گا لیکن وہاں بھی نہیں ہو سکا۔ بہر حال چند ایک واقعات اتفاق سے اس مضمون کے ضمن میں آ گئے تو مَیں نے بیان کر دیئے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح ہدایت کے سامان

فرماتا ہے اوراس طرح آج تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھاتا چلا جائے اور ہمیں بھی ہدایت پہ ہمیشہ قائم رکھے۔

آنحضرت ﷺ نے ہدایت پہ قائم رہنے کے لئے بھی بہت ساری دعائیں سکھائی ہیں۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تو کہہ کہ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھ اور ہدایت کے ساتھ اپنے سیدھے راستے کو بھی یاد رکھ اور سیدھا رکھنے سے مراد تیر کی طرح سیدھا ہونا ہے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فی الادعیۃ حدیث نمبر 6911)

سیدھے راستے کی ہدایت کے بارے میں پہلے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں بتا چکا ہوں کہ تین باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ حقوق اللہ کی ادائیگی، حقوق العباد کی ادائیگی اور اپنے نفس کے حق کی ادائیگی لیکن ان سب کا بنیادی مقصد جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور خداتعالیٰ کی طرف لے کے جانا ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہئے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے۔ ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ابُو اَحْوَص کو عبداللہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ مَیں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت، پاکبازی اَور غنیٰ مانگتا ہوں۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

پھر ایک دعا سکھائی۔ ابو مالک سے روایت ہے جو انہوں نے اپنے والد سے کی ہے کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو رسول اللہ ﷺ ان الفاظ میں دعا سکھایا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِی کہ اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت عطا کر اور مجھے رزق عطا کر۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء حدیث نمبر 6849)

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا جس کو اللہ ہدایت دیتا ہے پھر ہمیشہ اس میں اُسے بڑھاتا بھی ہے۔ یہ کہیں رکنے والی چیز نہیں ہے۔ ہدایت تو ہمیشہ آگے لے جاتی ہے۔ جوں جوں انسان ہدایت یافتہ ہوتا ہے اس کا مقام بڑھتا چلا جاتا ہے۔

اور یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں سکھائی ہے۔ اور اس کی پہلے بھی مَیں کئی دفعہ جماعت کو تحریک کر چکا ہوں۔ جوبلی کی دعاؤں میں بھی شامل تھی۔ اب بعض لوگ سوال پوچھتے ہیں کہ جوبلی کی جو دعائیں تھیں، اب سال ختم ہوگیا ہے تو کیا اب وہ دعائیں بند کر دیں؟ دعائیں تو پہلے سے بڑھ کر انسان کو کرنی چاہئیں۔ یہ دعائیں تو صرف ایک عادت ڈالنے کے لئے تھیں تا کہ آئندہ صدی میں مزید بڑھ کر دعاؤں کی توفیق ملے۔ اس لئے بند کرنے کا سوال نہیں۔ اب تو ہر احمدی کا کام اس سے بھی بڑھ کر دعائیں کرنے کا ہے۔

قرآن کریم کی جو دعا ہے وہ یہ ہے کہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ

(آل عمران :9)

کہ اے ہمارے خدا! ہمارے دلوں کو لغزش سے بچا اور بعد اس کے کہ جو تو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا کر کیونکہ ہر ایک رحمت تُو ہی بخشتا ہے۔ تو یہ دعا بھی کرنی چاہئے۔ اَور دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور تیرے کامل و مقدس کلام قرآن شریف پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا کہ ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہوسکتی ہے بلکہ سچے راست باز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 25۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ573)

آنحضرت ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا خاص طور پر مَیں کہنا چاہتا ہوں جس طرح شروع میں مَیں نے ذکر بھی کیا تھا کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن ۔ جب غزوہ احد کے وقت آنحضرت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا، بلکہ دندان شہید ہوئے اور آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا تو یہ صحابہ کرام کے لئے

بڑی تکلیف دہ بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کے خلاف بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا ''مجھے لعنت ملامت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ مَیں خدا کی طرف دعوت دینے والا باعث رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں''۔ پھر آپؐ نے یوں دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔

(الشفاء لقاضی عیاض۔ جلد اول صفحہ 61۔ الباب الثانی فی تکمیل محاسنہ)

یہی دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سکھائی گئی ہے اور آپؑ کی جماعت کو بھی کرنی چاہئے۔

آج کل پاکستان کے جو حالات ہیں ان میں پاکستانیوں کو خاص طور پر یہ دعا کرنی چاہئے۔ یہ مخالفت میں تو بڑھے ہوئے ہیں لیکن اس وجہ سے یہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھی بھول چکے ہیں اور یقیناً بھولنا تھا۔ اسی وجہ سے مشکل میں بھی گرفتار ہوئے ہوئے ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ کیا حالات ہو رہے ہیں؟ کیا ان کے ساتھ ہو رہا ہے اور کیا ان کے ساتھ آئندہ ہونے والا ہے اور جب تک یہ ہدایت کی طرف قدم نہیں بڑھائیں گے یہ حالات چلتے چلے جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس ملک پر بھی اور اس قوم پر بھی رحم کرے۔ ان کے لئے روزانہ بڑے درد دل سے دعا کریں کہ احمدیوں کی مخالفت میں آج کل وہاں بڑھ چڑھ کر کوئی نہ کوئی کارروائی ہو رہی ہوتی ہے۔ گو زندگی کی اس ملک میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ مگر احمدی کو صرف اس لئے قتل کیا جاتا ہے، مارا جاتا ہے، شہید کیا جاتا ہے کہ وہ اس زمانہ کے امام کو ماننے والا ہے۔ روزانہ کوئی نہ کوئی شہادت کی خبر آ رہی ہوتی ہے یا تکلیفوں سے گزرنے کی خبریں آ رہی ہوتی ہیں۔

دو دن پہلے ہی ہمارے ایک مربی صاحب یوم مصلح موعود کے جلسہ سے واپس آ رہے تھے اور بس کے انتظار میں کھڑے تھے کہ ایک دم دو موٹر سائیکل سوار آئے اور انہوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ بھگدڑ مچ گئی۔ لوگ تو دوڑ گئے۔ ان لوگوں میں کچھ خوف تھا۔ فائر کرنے والے خود بھی چلے گئے لیکن دوبارہ انہوں نے نشانہ لے کر مربی صاحب پہ فائرنگ کی۔ بہرحال اللہ نے فضل کیا ٹانگوں میں گولیاں لگی ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحت دے اور اس قوم کو بھی عقل دے کہ جس طرف یہ لیڈر اب لے جا رہے ہیں اُن لیڈروں کو بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ ایک تو خود ان کے اندر بددیانتی ہے دوسرے مولوی کے ہاتھ میں چڑھ کے مزید بددیانتی پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور ملک کو انہوں نے داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اس وقت مَیں چند جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ان کے بارہ میں مختصر بتا دیتا ہوں۔ ایک تو مبشر احمد صاحب ابن مکرم محمود احمد صاحب کراچی کا ہے۔ ان کی عمر 42 سال تھی اور 22 فروری کو ان کو بھی بعض نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ کچھ عرصہ سے آپ کو قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں اور اِس علاقہ کا جو SHO ہے، پولیس انسپکٹر۔ اس نے کہا ہے کہ وہاں ایک مدرسہ تھا جہاں سے دو آدمی نکلے ہیں اور ان پہ فائرنگ کر دی۔ بہرحال جہاں یہ کام کرتے تھے جب رات دیر تک گھر نہیں آئے تو گھر والوں نے وہاں سے پتہ کیا تو اطلاع ملی کہ ان کو نامعلوم افراد نے شہید کر دیا ہے۔ بڑے مخلص اور نمازوں کے پابند اور دعوت الی اللہ کا جوش رکھنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ اہلیہ نے خود بیعت کی اور احمدیت میں شامل ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی حفاظت فرمائے اور خود ان کا کفیل ہو۔

دوسرا جنازہ ہمارے بہت بزرگ دوست احمدی بھائی منیر حامد صاحب کا ہے جو ایفرو امریکن تھے وہ 21 فروری کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1957ء میں انہوں نے 15 سال کی عمر میں خود بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی اور نہایت مخلص وفا شعار فدائی احمدی تھے۔ ہمیشہ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان کو امریکہ کے پہلے نیشنل قائد خدام الاحمدیہ ہونے کا بھی اعزاز ملا ہے۔ 30 سال سے زیادہ عرصہ صدر جماعت فلاڈلفیا (Philadelphia) رہے۔ 1997ء سے وفات تک یہ جماعت امریکہ کے نائب امیر کے طور پر کام کر رہے تھے۔ آپ کے والدین مسلمان نہیں تھے اور والد کو تو مذہب سے بھی دلچسپی نہیں تھی لیکن والدہ جو تھیں وہ نہ صرف چرچ جاتی تھیں بلکہ وہ ان کو چرچ کے مشنری کے طور پر کام کی ترغیب دلایا کرتی تھیں۔ 10 بہن بھائیوں میں سے صرف آپ کو مذہب سے لگاؤ تھا اور آپ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ دیگر بہن بھائیوں نے اس وجہ سے پھر آپ کی مخالفت بھی کی۔ ایک دفعہ آپ کی والدہ بیمار ہو گئیں تو اس بیماری کے دوران بہن بھائیوں نے ان کا (منیر حامد صاحب کا) نام اس لئے بہن بھائیوں کی فہرست سے نکال دیا کہ یہ مسلمان ہیں اور مسلمان والا نام اگر فہرست میں آ گیا تو ان کو خفت اٹھانی پڑے گی۔ بہرحال چھوٹی عمر میں احمدیت قبول کی بلکہ

جب یہ احمدیت قبول کرنا چاہتے تھے اس وقت جماعت نے یہ اصول رکھا ہوا تھا کہ والدین کے یا والد یا والدہ کے یا کسی بڑے کے بھی دستخط ہوں کہ اپنی مرضی سے، دوسرے مذہب، عقیدہ میں جا رہا ہوں۔ تو جب انہوں نے بیعت کا فارم فل (Fill) کیا اور تصدیق کے لئے والدہ کے پاس لے گئے تو انہوں نے انکار کر دیا اور پھر ان کو سمجھایا کہ تم کس طرف جا رہے ہو۔ لیکن ان کی والدہ کا ہمیشہ خیال رہا کہ تم سب بچوں میں سے روحانی طور پر آگے ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ مَیں "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھ کر احمدی ہوا تھا۔ صداقت واضح ہوئی اور پھر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ کہتے ہیں کہ اس کا جواب جب آیا تو اس خط نے میری کایا ہی پلٹ دی۔ میرے ایمان میں بہت ترقی ہوئی۔ بڑے بے تکلف تھے۔ سادہ طبیعت تھی۔ انکسار تھا طبیعت میں۔ بڑے نیک انسان تھے۔ مجھے بھی کئی دفعہ ملے ہیں۔ عموماً خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ جماعتی جلسوں میں بڑے مؤثر انداز میں تقریر کیا کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ سے عشق تھا۔ آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی محبت اور پیار کا تعلق تھا۔ خلفاء سے اور خلافت سے بڑا گہرا محبت و عقیدت کا تعلق تھا۔ یہ دو تین سال پہلے بنگلہ دیش کے جلسہ پہ جاتے ہوئے پہلی دفعہ یہاں لندن میں مجھے ملے ہیں اور جب جلسہ سے واپس آئے ہیں پھر دوبارہ ملاقات کی۔ اور کہتے تھے کہ بنگلہ دیش کا جلسہ اور آپ سے ملاقات کے بعد مَیں نئے سرے سے چارج ہو گیا ہوں۔ جب بھی مجھے ملتے بڑے جذباتی ہو جایا کرتے تھے۔ گزشتہ سال جب جلسہ پر امریکہ گیا ہوں تو یہ اپنی بیماری کی وجہ سے جلسہ میں شامل نہیں ہوئے۔ مَیں سمجھا تھا کہ معمولی بیماری ہے لیکن بہرحال پتہ نہیں تھا اور میرا خیال ہے کہ گھر والوں کو بھی پتہ نہیں تھا کہ بیماری میں کتنی شدت ہے۔ اگر مجھے پتہ لگ جاتا تو کسی نہ کسی طرح وقت نکال کے جا کے ان کے گھر ملاقات کر آتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان میں ایک بیوہ ہیں اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے کہ منیر حامد صاحب کی نیکیوں کو ہمیشہ جاری رکھیں۔ یہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جن کو اللہ تعالیٰ ہدایت کی طرف خاص راہنمائی فرماتا ہے کہ 10 بچوں میں سے صرف ایک کو ہی ہدایت کی توفیق ملی۔

تیسرا جنازہ ہے مکرم محمود احمد صاحب درویش قادیان کا۔ 25 رفروری کو 84 سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بھی نہایت نیک، متقی، نمازوں کے پابند، صابر شاکر انسان تھے درویشان تقریباً سارے ہی صابر شاکر ہیں۔ نوجوانی میں شیخوپورہ سے قادیان ہجرت کر گئے اور مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور زندگی وقف کرنے کی توفیق پائی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر فوج میں بھرتی ہوئے اور پھر آپ کے حکم سے ہی فوج چھوڑی اور جماعت کی خدمت پر آ گئے۔ آپ نے ناظر بیت المال آمد و خرچ اور بعد میں نائب ناظم وقف جدید بیرون کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ان کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے نصیر احمد عارف صاحب کو نظارت امور عامہ قادیان میں اس وقت خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

پھر اگلا جنازہ سیدہ منیرہ یوسف صاحبہ کا ہے۔ یہ مکرم کمال یوسف صاحب کی اہلیہ ہیں۔ ان کو کینسر کی تکلیف تھی۔ ایک لمبی علالت کے بعد 25 رفروری کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ آپ حضرت سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ کمال یوسف صاحب سکینڈے نیوین ممالک میں مبلغ کے طور پر بڑا کام کرتے رہے ہیں، یہ ان کے ساتھ رہی ہیں۔ مہمان نواز تھیں۔ مشن ہاؤس وغیرہ کا خیال رکھتی رہیں اور جماعت سے بڑا تعلق، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کے ساتھ بڑا تعلق تھا اور ان کے لئے غیرت رکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ ان کے خاوند کمال یوسف صاحب اللہ کے فضل سے حیات ہیں۔

پھر امۃ الحئی صاحبہ ہیں جو بشیر احمد صاحب سیالکوٹی ربوہ کی اہلیہ اور اسی طرح بشیر احمد صاحب سیالکوٹی ہیں۔ ان کی بھی اہلیہ کے چند دنوں کے بعد وفات ہو گئی۔ یہ دونوں ہمارے مربی اور اس وقت PS لندن میں کام کرنے والے ہمارے کارکن ظہور احمد صاحب کے والد اور والدہ ہیں۔ ان کی والدہ 27 رجنوری کو فوت ہوئی تھیں اور والد 25 فروری کو فوت ہوئے۔ دونوں بڑے نیک اور دعا گو بزرگ تھے اور اللہ کے فضل سے ان ابتدائی لوگوں میں شامل تھے جو ربوہ میں آ کے آباد ہوئے اور جنہوں نے یہاں اپنا کاروبار وغیرہ کیا۔ ان کے پیچھے ان کی ایک بیٹی اور پانچ بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درجات بلند فرمائے اور ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ نمازوں کے بعد اب ان کی نماز جنازہ بھی ہو گی۔

☆=====☆

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت ملک سیف الرحمٰن

(ایک غیر مطبوعہ مضمون جو ملک صاحب نے اپنی بیٹی امتہ اللطیف زیروی کیلئے لکھا تھا ---- ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کی صداقت کے کئی پہلو اور رُخ ہوتے ہیں۔ان میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ اُس کی آمد کے بارہ میں سابقہ بزرگان نے کئی پیشگوئیاں کی ہوتی ہیں۔جن میں اس بات کے واضح اشارے ہوتے ہیں کہ آنے والا کن صفات کا مالک ہوگا۔کن حالات میں آئے گا۔اور اُس کی ترقی کس طرح ہوگی اس وقت میں اُس مامور کی صداقت کے اس پہلو کے بارہ میں چند باتیں بیان کرنا چاہتی ہوں جسکے ذکر کیلئے آج کی تقریب منعقد ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا فرمان ہے کہ:

''میں تمہیں یتیم نہ چھوڑونگا میں تمہارے پاس آؤنگا۔۔۔تم سن چکے ہو کہ میں نے تم سے کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔

(یوحنا باب 14 آیت 18)

کسی گزشتہ بزرگ اور نبی کی دوبارہ آمد کا کیا مطلب ہوتا ہے اس کا جواب بھی مسیح علیہ السلام نے خود دیا ہے۔نوشتوں میں لکھا تھا کہ مسیح کی آمد سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے۔

(2 سلاطین 2/16، 1۔سلاطین 17/1، ملاکی 3/11، 4/5)

جب یشوع نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ آنے والا میں ہی ہوں تو یہود کے بزرگوں نے آپ سے پوچھا مسیح کے آنے سے پہلے تو ایلیا نے آنا تھا وہ نہیں آیا اس لئے آپ سچے کیسے ہوسکتے ہیں۔اسکا جواب یشوع نے جو دیا وہ انجیلوں میں اسطرح ریکارڈ ہوا ہے۔میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں۔۔۔چاہو تو مانو ایلیا جو آنے والا تھا وہ یہی ہے جس کے سننے کے کان ہوں وہ سن لے۔

(متی باب 11 آیت 13)

پھر لکھا ہے:

میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاء تو آچکا لیکن انہوں نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا۔

(متی باب 17 آیت 12)

سوچنے کی بات ہے کہ آخر کس کی بات سچی نکلی۔یہودی کہتے تھے کہ ایلیاء نہیں آیا۔یشوع کہتے تھے کہ یوحنا (یحییٰ) کی شکل میں ایلیا آگئے ہیں۔ظاہر ہے کہ قرآن کریم مسیح کی صداقت کا اعلان کرتا ہے اور فرمایا کہتا ہے کہ مسیح نے جو کچھ کہا سچ کہا ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖۗ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۙ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ...

(اٰل عمران: 46, 49,50)

یعنی جب کہا فرشتوں نے اے مریم یقیناً اللہ تجھے اپنے کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسےٰ بن مریم ہے وہ دنیا میں بھی وجیہہ اور معزز ہوگا اور آخرت میں بھی اور مقرب بندوں میں سے ہوگا۔اور اللہ اسکو کتاب وحکمت سکھائے گا اور تورات اور انجیل بھی اور بنی اسرائیل کی طرف اُسے رسول بنا کر بھیجے گا۔(پھر جب وہ آیا تو اُس نے کہا) میں نشان لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي

اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ O

(الصف: 7)

یعنی جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ میرے سامنے جو تورات ہے اسکا مصدق ہوں اور ایک ایسے رسول کی بشارت دینے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ہو گا پھر جب وہ رسول آ گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا کھلا جادو ہے۔

سوچنے کا مقام ہے کہ آسمانی نشان لے کر آنے والے ان دو نبیوں کے ساتھ انہوں نے کیا کیا۔ بجائے ماننے اور مددگار بننے کے مخالف اور دشمن بن گئے۔ نہ بنو اسرائیل یعنی یہودیوں نے مسیح کو مانا اور نہ اُس نبی کو جسکا نام مسیح نے احمد بتایا۔ غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر آنے والے کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ باوجود نشانات کے دنیا کے بیشتر حصہ نے اُسے قبول نہ کیا اور اس وقت بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔

زمانہ ایک مصلح کا متقاضی ہے۔ پیشگوئیاں یہ ہیں کہ وہ مصلح چودھویں صدی کے شروع میں آئے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ سنن ابن ماجہ صفحہ 260 مطبوعہ مطبع مصر 1313ھجری طبع اول مرقاہ شرح مشکوٰۃ صفحہ 471)

اُسکے آنے کا ایک نشان یہ ہے کہ اُسکے دعویٰ کے بعد مقررہ تاریخوں میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں گرہن لگے گا۔

(الدار قطنی صفحہ 188 بحار الانوار 153/13، سورۃ القیامہ آیات 8-11، متی باب 24 آیت 30، حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خان بھوپالوی صفحہ 344)

اور یہ گرہن کا واقعہ 1894 میں گزر چکا ہے اور مدعی یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنی صداقت کے طور پر پیش کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ آسمانی پیشگوئیوں کے لحاظ سے مسیح کے دوبارہ آنے سے مراد اُس کے مثیل کا آنا ہے۔ جو اُس جیسی صفات اور حالات لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک حالت یہ ہے کہ پہلا مسیح بظاہر ایک بے کس اور محکوم قوم کا فرد تھا۔ کسی قسم کا مادی اقتدار نہ رکھتا تھا۔ یہی حالات دوسرے مسیح کے تھے پہلے مسیح نے بھی کہا کہ جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کے حضور پیش کرو۔ اس زمانہ کے مسیح نے بھی یہی کہا۔

غرض باوجود تشابہ کلی کے اُس زمانہ کی دُنیا نے مسیح کے ساتھ جو کیا قریباً قریباً وہی کچھ اس زمانہ کے مسیح کے ساتھ ہوا۔ لیکن خدا غالب ہے اُس نے جس طرح سے مسیح کو غلبہ عطا فرمایا حالانکہ حالات اس کے بالکل اُلٹ تھے۔ اسی طرح اس زمانہ کے مسیح کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے غلبہ عطا کرے گا۔ وقت وقت کی بات ہے۔ فَانْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک کتاب تذکرۃ الشہادتین میں فرماتے ہیں:

اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حُجت اور برہان کے رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔۔۔ اگر اب وہ مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ "مسیح موعود" سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ ج مَایَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ O

(یٰسٓ: 31)

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ "مسیح موعود" کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔

یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خُدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہ اترا تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسےٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا اُمید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 67)

☆=....=....=....=....=....=☆

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ

حبیب الرحمٰن زیروی

الیگزنڈر ویب کے ذریعہ امریکہ میں تبلیغ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں امریکہ میں سب سے پہلے ایک انگریز نے اسلام قبول کیا۔ الیگزنڈر رسل ویب اس کا نام تھا اور امریکن ایمبسی میں فلپائن میں کام کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انگریزی اشتہارات کی جب یورپ اور امریکہ میں اشاعت ہوئی تو اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خط و کتابت کرنا شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اسلام کی اشاعت کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ بعد میں وہ ہندوستان میں بھی آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس نے ملنے کی خواہش کی۔ مگر مولویوں نے اسے کہا کہ اگر تم مرزا صاحب سے ملے تو مسلمان تمہیں چندہ نہیں دیں گے۔ چنانچہ وہ ان کے بہکانے کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ملا۔ مگر آخر بہت مایوسی سے وہ یہاں سے واپس گیا۔ کیونکہ اسے کہا گیا تھا کہ دوسرے مسلمان تمہاری بہت مدد کریں گے۔ اور تمہیں اشاعت اسلام کے لئے بڑا چندہ دیں گے۔ مگر دوسرے مسلمانوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب اس نے آپ کو خط لکھا کہ میں نے آپ کی نصیحت کو نہ مان کر بہت دکھ اٹھایا ہے۔ آپ نے مجھے بروقت بتایا تھا کہ مسلمانوں کے اندر خدمت دین کا کوئی شوق نہیں پایا جاتا۔ مگر میں نے اسے نہ مانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں آپ کی ملاقات سے محروم ہو گیا۔ بہر حال وہ آخر وقت تک مسلمان رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کے مخلصانہ تعلقات قائم رہے۔ تو سب سے پہلا مسلمان امریکہ میں وہی ہوا تھا۔ اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔ بعض یورپین ممالک میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے۔ اور وہ بھی مغربی علاقے میں ہی ہیں۔ مگر امریکہ میں ترقی کے زیادہ آثار پائے جاتے ہیں۔

(الفضل 21/ اگست 1962)

انگریزی اور عربی زبان کا مقابلہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ ایک پادری آیا۔ اس نے کہا کہ عربی زبان کوئی ایسی زبان نہیں کہ جس میں خدا کا کلام نازل ہو۔ یہ تو بدوؤں کی زبان ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں خدا تعالیٰ کا کلام بیان کرنے کی جو استعداد عربی زبان میں ہے۔ وہ کسی اور زبان میں نہیں۔ مگر اس پادری کا دعویٰ تھا کہ انگریزی کا مقابلہ عربی زبان ہر گز نہیں کر سکتی۔ آپ نے اسے کہا کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو بیان کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ زبان ایسی ہو جو بڑے سے بڑا مضمون چھوٹے سے چھوٹے الفاظ میں ادا کر سکے۔ اس نے کہا ہاں انگریزی میں ہی یہ خصوصیت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اگر میرا پانی کہنا ہو۔ تو انگریزی میں کیا کہیں گے۔ اس نے کہا مائی واٹر۔ آپ نے فرمایا عربی میں صرف مائی کہہ دینا کافی ہوگا۔ گویا انگریزی میں واٹر زائد ہے۔ آپ کا یہ فرمانا بالکل خدائی تصرف کے ماتحت تھا۔ ورنہ آپ تو انگریزی جانتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کے منہ سے ایسا فقرہ کہلوا دیا۔ جس سے عربی کا اختصار انگریزی کے مقابلے میں واضح

ہو گیا۔ حالانکہ شاذ کے طور پر کوئی ایسا فقرہ بھی ہو سکتا ہے جس کا انگریزی ترجمہ عربی سے مختصر ہو۔ مگر آپ کے منہ سے اسی فقرہ کا نکلنا تصرف الٰہی کے ماتحت تھا۔ پھر یہ بھی تصرف کے ہی ماتحت تھا کہ ایسا فقرہ آپ کے منہ سے نکلا کہ جس کا آدھا حصہ ہی عربی میں انگریزی کے مکمل فقرے کے معنی دیتا ہے تو عربی زبان میں کئی خصوصیات ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ جس کی نثر ترتیل کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے۔

(الفضل 3/ ہجرت 1319ء صفحہ 4)

حق مہر ادا کرنا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا ایک لطیفہ مجھے یاد ہے۔ آپ کے ایک پرانے صحابی حکیم فضل الدین صاحب تھے آجکل کے نوجوان تو شاید اُن سے واقف نہ ہوں۔ اُن کے تعارف کے لئے بتاتا ہوں کہ وہ بہت پرانے اور مخلص صحابی تھے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے دوست تھے اور انکے ساتھ ہی یہاں آ گئے۔ اُن کی دو بیویاں قادیان آنے سے پہلے کی تھیں۔ ایک شادی انہوں نے قادیان آ کر کی۔ پہلی بیویوں کے متعلق انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ اُن کا مہر پانچ پانچ سَو تھا جو اُنہوں نے معاف کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ معافی نہیں۔ آپ ان کی جھولی میں ڈال دیں اور پھر اگر وہ لوٹا دیں تو معافی کہلائے گی۔ انہوں نے کہا کہ حضور! وہ ہمیشہ یہ کہتی رہتی ہیں کہ ہم نے معاف کیا۔ حضور نے فرمایا اس طرح کی معافی کوئی معنے نہیں رکھتی ہمارے ملک کی عورتیں جب دیکھتی ہیں کہ مہر وصول تو ہو گا نہیں تو پھر وہ یہ خیال کر کے کہ احسان ہی کیوں نہ کر دیں کہہ دیتی ہیں کہ معاف کیا۔ اس پر حکیم صاحب مرحوم نے حضرت خلیفہ اول یا کسی اور سے قرض لے کر اُن کی جھولی میں پانچ پانچ سَو روپیہ ڈال دیا اور کہا تم دونوں نے مجھے معاف تو پہلے سے ہی کر دیا ہوا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پہلے انکی جھولی میں روپیہ ڈال دو پھر وہ معاف کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں۔ اس لئے میں نے روپیہ تم کو دے دیا ہے۔ اب تم اگر چاہو تو یہ روپیہ مجھے دے سکتی ہو اس پر انہوں نے کہا کہ اب تو ہم واپس نہیں کریں گی۔ ہم تو یہ سمجھتی تھیں کہ مہر کوئی دیتا تو ہے نہیں چلو معاف ہی کر دیں۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 756)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کی بہت دلجوئی کرتے تھے

رسول کریم ﷺ اپنی بیویوں کے حقوق بھی ادا کرتے تھے اور اتنی توجہ سے ادا کرتے تھے کہ ہر بیوی سمجھتی تھی کہ سب سے زیادہ میں ہی آپ کی توجہ کے نیچے ہوں۔ پھر بیوی بھی ایک نہیں آپ کی نو بیویاں تھیں اور نو بیویوں کے ہوتے ہوئے ایک بیوی بھی یہ خیال نہیں کرتی تھی کہ میری طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ساری بیویوں کے گھروں میں ایک چکر لگاتے اور ان سے ان کی ضرورتیں دریافت فرماتے۔ پھر بعض دفعہ خانگی کاموں میں آپ ان کی مدد بھی فرما دیتے اس کام کے علاوہ جو میں نے بیان کئے ہیں اور بھی بیسیوں کام ہیں جو رسول کریم ﷺ سرانجام دیتے ہیں۔ پس آپ کی زندگی کا کوئی لحہ ایسا نہیں جو فارغ ہو مگر آپ بھی اسی ملیریا والے ملک کے رہنے والے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہم دیکھتے ہیں جو آپ کے ظلّ تھے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی یہ حالت ہوتی کہ ہم جب سوتے تو آپ کو کام کرتے دیکھتے اور جب آنکھ کھلتی تب بھی آپ کو کام کرتے دیکھتے اور باوجود اتنی محنت اور مشقت برداشت کرنے کے جو دوست آپ کی کتابوں کے پروف پڑھنے میں شامل ہوتے آپ ان کے کام کی اس قدر قدر فرماتے کہ اگر عشاء کے وقت بھی کوئی آواز دیتا کہ حضور میں پروف لے آیا ہوں تو آپ چارپائی سے اُٹھ کر دروازہ تک جاتے ہوئے راستہ میں کئی دفعہ فرماتے جزاک اللہ۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی جزاک اللہ۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ حالانکہ وہ کام اس کام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوتا تھا جو آپ خود کرتے تھے۔ غرض اس قدر کام کرنے کی عادت ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دیکھی ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیں حیرت آتی۔ بیماری کی وجہ سے بعض دفعہ آپ کو ٹہلنا پڑتا مگر اس حالت میں بھی آپ کام کرتے جاتے۔ سیر کیلئے تشریف لے جاتے تو راستہ میں بھی مسائل کا ذکر کرتے اور سوالات کے جوابات دیتے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس ملیریا زدہ علاقہ کے تھے۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 249)

زکوٰۃ دینی واجب ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نمونہ کے طور پر پیدا کیا ہوتا ہے۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ کتنے روپوؤں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے لئے مسئلہ ہے کہ تم چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دو۔ اُس نے کہا۔ ''تمہارے لئے'' کا کیا مطلب ہے۔ کیا زکوٰۃ کا مسئلہ بدلتا رہتا ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ تمہارے پاس چالیس روپے ہوں تو اُن میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دینا تمہارے لئے ضروری ہے۔ لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینے لازمی ہیں۔ کیونکہ تمہارا مقام ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کماؤ اور کھاؤ۔ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے اگر بیوقوفی سے میں چالیس روپے جمع کرلوں تو میں وہ چالیس روپے بھی دونگا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دونگا۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ546)

الگ جماعت بنانے کی وجہ

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اسی تفرقے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا بتاؤ۔ اپنا اچھا دودھ سنبھالنے کے لئے دہی کے ساتھ ملا کر رکھتے ہیں یا علیحدہ؟ ظاہر ہے کہ دہی کے ساتھ اچھا دودھ ایک منٹ بھی اچھا نہیں رہ سکتا۔ پس فرستادہ جماعت کا درماندہ جماعت سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا۔ جس طرح بیمار سے پرہیز نہ ہو تو تندرست بھی ساتھ گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ روحانی بیماروں سے فرستادہ جماعت کو علیحدہ رکھے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جنازہ، شادی، نماز وغیرہ علیحدہ ہو۔

(انوار العلوم جلد 11 صفحہ 518-519)

حضرت مرزا شریف احمدؓ کی رؤیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی میرے چھوٹے بھائی میاں شریف احمد نے ایک رُؤیا دیکھی تھی جو حضرت صاحب کو سنائی گئی تھی کہ ایک شخص ہے جس کا نام محمد احسن ہے اس کی قبر بازار میں بنی ہوئی ہے۔ حضرت صاحب کو جب یہ خواب سنائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس نام کا کوئی شخص مرتد ہو جائے گا۔ گلی میں قبر کے ہونے کی تعبیر مرتد یا منافق ہے۔

(انوار العلوم جلد3ص414)

حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

محبت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو اور یا اس کی تصویر سامنے ہو۔ مثلاً اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں تصویر دیکھی جاسکتی ہے۔ میری جب شادی ہوئی میری عمر چھوٹی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو لکھا کہ لڑکی کی تصویر بھیج دیں۔ انہوں نے تصویر بھیج دی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصویر مجھے دے دی۔ میں نے جب یہ کہا کہ مجھے یہ لڑکی پسند ہے تب آپ نے میری شادی وہاں کی۔ پس بغیر دیکھنے کے محبت ہو کیسے؟ یہ تو ایسی ہی چیز ہے کہ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے آئے اور تم آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو اور پھر کہو کہ خدا تعالیٰ کی محبت ہو جائے۔ وہ محبت ہو کیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

یعنی کچھ تو ہو۔ اگر محبوب خود سامنے نہیں آتا تو اس کی آواز تو سنائی دے۔ اس کے حسن کی کوئی نشانی تو نظر آئے۔ یہ تصویر ہے خدا تعالیٰ کی رب۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین۔ ستار۔ قدوس۔ مومن۔ مہیمن۔ سلام۔ جبار اور قہار اور دوسری صفات الٰہیہ یہ نقشے ہیں جو ذہن میں کھینچے جاتے ہیں۔ جب متواتر ان صفات کو ہم ذہن میں لاتے ہیں اور ان کے معنوں کو ترجمہ کر کے ذہن میں بٹھا لیتے ہیں۔ تو کوئی صفت خدا تعالیٰ کا کان بن جاتی ہے۔ کوئی صفت آنکھ بن جاتی ہے۔ کوئی صفت ہاتھ بن جاتی ہے۔ اور کوئی صفت دھڑ بن جاتی ہے۔ اور سب مل کر ایک مکمل تصویر بن جاتی ہے۔

(الفضل 18/ جولائی 1951ء صفحہ 5)

عظیم الشان ترقی کا نشان

دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں کتنا عظیم الشان نشان دکھایا ہے گو تم نے اس زمانہ کو نہیں پایا مگر ہم نے اسے پایا اور دیکھا ہے پس اس قدر قریب زمانہ کے نشانات کو اپنے خیال کی آنکھوں سے دیکھنا تمہارے لئے کوئی زیادہ مشکل نہیں اور نشانات جانے دو۔ مسجد مبارک کو ہی دیکھو مسجد مبارک میں ایک ستون مغرب سے مشرق کی طرف کھڑا ہے اسکے شمال میں جو حصہ مسجد کا ہے یہ اس زمانہ کی مسجد تھی اور اس میں نماز کے وقت کبھی ایک اور کبھی دو سطریں ہوتی تھیں اس ٹکڑا میں تین دیواریں ہوتی تھیں ایک تو دو کھڑکیوں والی جگہ میں جہاں آج کل پہریدار کھڑا ہوتا ہے۔ اس حصہ میں امام کھڑا ہوا کرتا تھا پھر جہاں اب ستون ہے وہاں ایک اور دیوار تھی اور ایک دروازہ تھا اس حصہ میں صرف دو قطاریں نمازیوں کی کھڑی ہو سکتی تھیں اور فی قطار غالباً پانچ سات آدمی کھڑے ہو سکتے تھے اس حصہ میں اس وقت کبھی ایک قطار نمازیوں کی ہوتی اور کبھی دو ہوتی تھیں۔ مجھے یاد ہے جب اس حصہ مسجد سے نمازی بڑھے اور آخری یعنی تیسرے حصہ میں نمازی کھڑے ہوئے تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ گویا جب پندرھواں یا سولہواں نمازی آیا تو ہم حیران ہو کر کہنے لگے کہ اب تو بہت لوگ نماز میں آتے ہیں۔ تم نے غالباً غور کر کے وہ جگہ نہیں دیکھی ہوگی مگر وہ ابھی تک موجود ہے جاؤ اور دیکھو صحابہ کا طریق تھا کہ وہ پرانی باتوں کو کبھی عملی رنگ میں قائم کر کے بھی دیکھا کرتے تھے اس لئے تم بھی جا کر دیکھو اس حصہ کو الگ کر دو۔ جہاں امام کھڑا ہوتا تھا اور پھر وہاں فرضی دیواریں قائم کرو اور پھر جو باقی جگہ بچے اس میں جو سطریں ہوں گی ان کا تصور کرو اور اس میں تیسری سطر قائم ہونے پر ہمیں جو حیرت ہوئی کہ کتنی بڑی کامیابی ہے اس کا قیاس کرو اور پھر سوچو کہ خدا تعالیٰ کے فضل جب نازل ہوں تو کیا سے کیا کر دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ہمارا ایک کچا کوٹھا ہوتا تھا اور بچپن میں کبھی کھیلنے کے لئے ہم اس پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ اس پر چڑھنے کے لئے جن سیڑھیوں پر ہمیں چڑھنا پڑتا تھا وہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے پاس سے چڑھتی تھیں اس وقت ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں آ کر احمدی بھی ہو گئیں مجھے دیکھ کر کہا کرتی تھیں کہ ”جیہو جیا کاں او ہو جئی کوکو“ میں بوجہ اس کے کہ میری والدہ ہندوستانی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ بچپن میں زیادہ علم نہیں ہوتا اس پنجابی فقرہ کے معنے نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے اس کے متعلق پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جیسا کوّا ہوتا ہے ویسے ہی اس کے بچے ہوتے ہیں۔ کوّے سے مراد (نعوذ باللہ) تمہارے ابا ہیں اور کوکو سے مراد تم ہو مگر پھر میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ وہی تائی صاحبہ اگر میں کبھی ان کے ہاں جاتا تو بہت عزت سے پیش آتیں میرے لئے گدا بچھاتیں اور احترام سے بٹھاتیں اور ادب سے متوجہ ہوتیں۔ اور اگر میں کہتا کہ آپ کمزور ہیں ضعیف ہیں ہلیں نہیں یا کوئی تکلیف نہ کریں تو وہ کہتیں کہ آپ تو میرے پیر ہیں گویا وہ زمانہ بھی دیکھا جب میں کوکو تھا اور وہ بھی جب میں پیر بنا۔ اور ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے تو کس طرح بدل دیتا ہے۔ پس ان نشانوں کو دیکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو کہ جو تمہیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دے اور تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔

(الفضل جلد نمبر 26 نمبر 85 مورخہ 13/اپریل)

منارۃ المسیح بنانے کی تجویز

ایک خاص بات میرے دل میں آئی اور معاً ایک نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ خدا کے فضل سے مجھے اس قسم کی طبیعت ملی ہے کہ میں اپنے جذبات کو روک سکتا ہوں مگر اس بات کو دیکھ کر میں بے بس ہو گیا۔ اسی خوشی کے موقع پر مجھے حضرت عائشہؓ کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ میدے کی روٹی حضرت عائشہؓ کے سامنے آئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جَو کی روٹی کھاتے تھے اور چکیاں اور چھلنیاں اس وقت نہ تھیں۔ جَو کی روٹی بے چھنے آٹے کی ہم پکا کر آپ کے سامنے رکھ دیتے اور آپ کھا لیتے۔ اب اس میدہ کی روٹی کو دیکھ کر اور اس حالت کو یاد کر کے یہ میرے گلے میں پھنستی ہے۔ مجھے بھی یہ نظارہ دیکھ کر ایک بڑا نظارہ یاد آ گیا۔ وہ وقت جب منارہ کے بنانے کا سوال درپیش تھا اس پر میری نظر آج سے بیس سال پیچھے جا پڑی۔ چھوٹی مسجد جس میں اس وقت چند آدمی بیٹھ سکتے تھے وہاں حضرت صاحب بیٹھے تھے۔ منارہ کے بنانے کی تجویز درپیش تھی اور دس ہزار

کا حضرت صاحب نے تخمینہ لگایا تھا تا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی کی تھی وہ اپنے ظاہری لفظوں کے لحاظ سے بھی پوری کر دی جائے۔ اب سوال یہ تھا کہ دس ہزار روپیہ کہاں سے آئے کیونکہ اس وقت جماعت کی حالت زیادہ کمزور تھی۔ اس کے لئے دس ہزار کو سو سو روپیہ کے حصوں پر تقسیم کیا گیا اور اس فہرست کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے لوگوں پر بھی سو روپیہ لگایا گیا جن کی حیثیت سو روپیہ ادا کرنے کی نہ تھی اور اس وقت گویا دس ہزار روپیہ کا جمع کرنا ایک امر محال تھا۔ اس وقت بعض لوگوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ دیا۔ چنانچہ منشی شادی خان صاحب پر بھی سو روپیہ غالباً لگا تھا۔ انہوں نے اپنا تمام گھر کا سامان بیچ کر تین سو روپیہ پیش کر دیا اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ شادی خان صاحب سیالکوٹی نے بھی وہی نمونہ دکھایا ہے جو حضرت ابوبکرؓ نے دکھایا تھا کہ سوائے خدا کے اپنے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا۔ جب میاں شادی خان نے یہ سنا تو گھر میں جو چارپائیاں موجود تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت صاحب کے حضور پیش کر دی۔ مگر باوجود اتنی کوششوں کے یہ روپیہ پورا نہ ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ اس کام کے لئے سیالکوٹ سے حضرت صاحب نے میر حسام الدین صاحب کو جو میر حامد شاہ صاحب کے والد تھے بلایا کیونکہ ان کو عمارت کا مذاق تھا۔ جو بھٹہ تیار کیا گیا، اس پر اتنا خرچ آ گیا کہ خیال تھا کہ جمع شدہ روپیہ سے صرف بنیادوں سے اوپر تک شاید عمارت بلند ہو سکے۔ اب خیال ہوا کہ کیا کیا جائے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے اسی روپیہ میں کام کرو۔ میر صاحب بلند آواز کے آدمی تھے اور حضرت صاحب کے بچپن کے دوست تھے بعض اوقات حضرت صاحب سے لڑ بھی پڑتے تھے انہوں نے کہا حضرت! آپ مجھ سے وہ کام کرانا چاہتے ہیں جو ممکن نہیں، اس روپیہ میں کچھ نہیں ہو سکتا حضرت صاحب نے فرمایا اچھا میر صاحب آپ بتلائیں کہ آپ کے اندازہ میں کتنا روپیہ درکار ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پچیس ہزار۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کے اتنے بڑے اندازہ کے تو یہ معنے ہوئے کہ کام کو روک دیا جائے۔ اس وقت بہت سے لوگ ہونگے جو خیال کرتے ہونگے کہ اگر ہم ہوتے تو پچیس ہزار کیا بات تھی، فوراً مہیا کر دیا جاتا۔ مگر جب تو یہ حالت تھی کہ پچیس ہزار کا نام سن کر کہہ دیا جاتا تھا کہ کام کو روک دینا چاہئے۔ یا اب تیس ہزار کہا جاتا ہے اور ایک مہینہ کے اندر جمع کرانے کا خیال ہے اور جس طرح قادیان میں چندہ ہوا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہینہ کے اندر اندر یہ روپیہ جمع ہو جائے گا اور امید ہے کہ اس رقم کو گورداسپور، امرتسر، لاہور کے تینوں اضلاع ہی پورا کر دینگے اور باقی اضلاع کے لوگ یہی کہیں گے کہ ایک تحریک ہوئی تھی جو لاہور میں پہنچ کر ختم ہوگئی۔

(انوار العلوم جلد5 صفحہ22-23)

چندہ دینے والوں کا مینارہ پر نام لکھا جائے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مینارۃ المسیح کے متعلق اعلان کیا تھا کہ جو سو روپیہ دے گا اس کا نام مینارہ پر لکھا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نام لکھا جانا بھی بڑی بات ہے تا کہ اگلی نسلیں ان کے نام یاد رکھیں۔

(الفضل جلد17 نمبر53 صفحہ7)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا مقام

ذرا غور کرو تم پر اللہ تعالیٰ نے کتنا فضل کیا کہ اپنا مسیح تمہیں دکھایا پھر دنیا پر تمہیں کیا اتنا بھی رحم نہیں آتا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ہی اسے دکھا دو۔ پچاس ساٹھ سال بعد یہ صحابہ ہم میں نہ ہوں گے غور کرو یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہم دنیا کو جا کر جب آپ کا پیغام سنائیں اور لوگ پوچھیں کہ وہ کہاں ہیں تو ہم کہہ دیں وہ فوت ہو گئے۔ اور جب وہ پوچھیں کہ کون لوگ ہیں جو آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے تو کہہ دیں کہ وہ بھی فوت ہو گئے مجھے یہ واقعہ کبھی نہیں بھولتا میں جب انگلستان میں گیا تو وہاں ایک بوڑھا انگریز نو مسلم تھا اسے علم تھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا اور خلیفہ ہوں مگر پھر بھی وہ نہایت محبت و اخلاص سے کہنے لگا کہ میں ایک بات پوچھتا ہوں آپ ٹھیک جواب دیں گے؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگا کیا حضرت مسیح موعود نبی تھے میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا اچھا مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر کہنے لگا آپ قسم کھا کر بتائیں کہ آپ نے انہیں دیکھا؟ میں نے کہا ہاں میں ان کا بیٹا ہوں۔ اس نے کہا نہیں میرے سوال کا جواب دیں کہ ان کو دیکھا؟ میں نے کہا ہاں دیکھا۔ تو وہ کہنے لگا کہ اچھا میرے ساتھ مصافحہ کریں اور مصافحہ کرنے کے بعد کہا مجھے بڑی ہی خوشی ہوئی کہ میں نے اس ہاتھ کو چھوا جس نے مسیح موعود کے ہاتھوں کو چھوا تھا اب تک وہ نظارہ میرے

دل پر نقش ہے وہ شخص گزشتہ سال ہی فوت ہوا ہے۔ اُسے رؤیا اور کشوف بھی ہوتے تھے اور وہ اس پر فخر کرتا تھا کہ اسلام لانے کے بعد اسے یہ انعام ملا ہے۔ تو مجھے اس کی یہ بات کبھی نہیں بُھولتی کہ کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے اور جب میں نے کہاہاں تو کہا کہ مجھے بڑی ہی خوشی ہوئی ہے میں نے آپ کو دیکھا ہے۔

مجھے اس خیال سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے کہ وہ لاکھوں انسان جو چین، جاپان، روس، امریکہ، افریقہ اور دنیا کے تمام گوشوں میں آباد ہیں اور جن کے اندر نیکی اور تقویٰ ہے ان کے دلوں میں خدا کی محبت ہے مگر ان کو ابھی وہ نور نہیں ملا کہ ہم ان تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچائیں اور وہ خوشی سے اُچھلیں اور کہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود دکھلاؤ اور جب ہم کہیں کہ وہ فوت ہو گئے تو وہ پوچھیں کہ اچھا ان کے شاگرد کہاں ہیں؟ تو ہم انہیں کہیں کہ وہ بھی فوت ہو گئے احمدیوں کا یہ جواب سن کر وہ لوگ کیا کہیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ ہمارے مبلّغوں کو کس حقارت سے دیکھیں گے کہ ان نالائقوں نے ہم تک پیغام پہنچانے میں کس قدر دیر کی ہے تو ہمیں پوری کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی موجودگی میں ہم ساری دنیا میں احمدیت کا پیغام پہنچادیں تا ہر ایک کہہ سکے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے مصافحہ کیا ہے اور دنیا کے ہر ملک بلکہ ہر صوبہ میں بسنے والے لوگ اور ہر زبان بولنے والے اور ہر مذہب کے پیرو یہ کہہ سکیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ یہ اتنی بڑی خوشی ہے کہ اس سے ہمیں دنیا کو محروم نہیں رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“

اس کا یہ مطلب نہیں کہ کپڑوں میں برکت زیادہ ہوتی ہے بلکہ اس میں بتایا ہے کہ جب انسان نہ ملیں گے تو لوگ کپڑوں سے ہی برکت ڈھونڈیں گے ورنہ انسان کے مقابلہ میں کپڑے کی کیا حیثیت ہوتی ہے وہ کپڑا جو جسم کو لگا اُس ہاتھ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھ سکتا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں گیا اور وہیں پیوست ہو گیا آپ سے نور اور برکت لی اور آپ کے نور میں اتنا ڈوبا کہ خود نور بن گیا۔ کبھی ممکن نہیں کہ ایسے ہاتھ کو چُھونے سے تو برکت نہ ملے اور کپڑوں کو چُھونے سے ملے۔ کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے سے مراد تو حالتِ تنزّل ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب لوگ آپ سے ملنے والوں کو ڈھونڈیں گے اور جب کوئی نہ ملے گا تو کہیں گے اچھا کپڑے ہی سہی اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے ایک وقت آئے گا کہ بادشاہ بھی آپ کے کپڑوں کے لئے ترسیں گے۔ پس براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چُھونے والے انسان ہمیشہ نہیں رہ سکتے اور ہم سے یہ اتنی بڑی غفلت ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں جگا دیا۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 258 تا 260)

مبلغین کی بیرون پاکستان روانگی

میں تاریخ کا بڑا مطالعہ کرنے والا ہوں میں نے یہ مثال کہیں بھی نہیں دیکھی کہ ایک نوجوان نے اپنی نوجوانی میں ایک چھتہ قائم رکھا ہو اور پھر اسے بڑھاپے میں بھی اسے قائم رکھنے کی توفیق ملی ہو۔ تم دیکھو گے کہ ایک شخص جوانی میں ایک چیز بناتا ہے اور پھر وہ بنتی چلی جاتی ہے۔ ایک شخص بڑھاپے میں ایک چیز بناتا ہے اور پھر وہ بنتی چلی جاتی ہے مگر ایک شخص نے اپنی جوانی میں بھی ایک ایسے حملہ کا مقابلہ کیا جس نے جماعت کو تہہ و بالا کر لینے کا تہیہ کر لیا تھا ابھی تو میں نے خلافت کا جھگڑا نظر انداز کر دیا ہے جب میں صرف 25 سال کی عمر کا تھا اور دشمن نے ہمارا چھتہ اجاڑنے کی کوشش کی۔ غرض ایک شخص سے جوانی میں بھی یہ کام لیا گیا ہو اور بڑھاپے میں اس سے بھی زیادہ خطرناک حالت میں اس سے وہی کام لیا گیا ہو اور اس نے جماعت کو پھر اکٹھا کر دیا ہو اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

ہمیں غیر مبائع کہا کرتے تھے کہ قادیان میں ہونے کی وجہ سے ان کو یہ قبولیت حاصل ہے اور لوگ ان کی طرف اس لئے آتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ مرکز ہے صرف اسی لئے ان کے گرد جماعت اکٹھی ہو رہی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں وہاں سے نکال دیا اور مخالف کو یہ دیکھنے کا موقعہ ملا کہ قادیان سے نکلنے کے بعد بھی مخالف ہماری طاقت کو نقصان نہیں پہنچا سکا۔ ہم اس عورت کی طرح انہیں کہتے ہیں کہ تمہاری وہی لنگوٹی کی لنگوٹی ہے اور ہمارے پاس کڑے اب بھی موجود ہیں۔ ہم قادیان سے نکل کر بھی کمزور نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوئے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ پہلے ہم ایک ایک دو دو مبلغوں کی دعوتیں کرتے تھے اور اب ہم درجنوں کی دعوتیں

کرتے ہیں کیونکہ اب مبلغوں کے رسالے باہر جانے شروع ہو گئے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب ایک ہی دفعہ مبلغوں کی بٹالین باہر جائیں گی۔ وہ دن دُور نہیں جب مبلغوں کے بریگیڈ باہر جائیں وہ دن دور نہیں جب مبلغوں کے ڈویژن تبلیغ اسلام کے لئے باہر جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(الفضل 11/اپریل 1961ء)

آئندہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

حضرت صاحب نے آئندہ کے لئے پیشگوئی فرمائی ہے کہ آئندہ آپ ہی کا سلسلہ رہ جائے گا اور باقی فرقے بالکل کم تعداد اور کم حیثیت رہ جائیں گے اور ہم اس کے آثار دیکھ رہے ہیں اور اس کا کچھ اور حصہ ہم اپنی زندگی میں دیکھیں گے۔ ان کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ ان کی کثرت کو قلت سے بدل دیا جائے گا اور ان کی کثرت چھین کر خدا کے پیارے کو دی جائے گی اور وہ قلت جو آج ہمارے لئے قابل ذلت خیال کی جاتی ہے کل ان کو ذلیل کرے گی۔ ہم تھوڑے ہیں لیکن وہ یاد رکھیں زمانہ ختم نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی جب تک حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے ساری دنیا پر نہ پھیل جائیں۔ یورپ میں احمدیت ہی احمدیت ہوگی۔ امریکہ میں احمدیت ہوگی، چین و جاپان، عرب وایران و شام غرض ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت ہوگی۔ ان سب ممالک کو خدا کا کلام سنایا جائے گا اور ایک دن وہ ہوگا کہ خدا کا سورج احمدیوں ہی احمدیوں پر چڑھے گا۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہونگی۔ یہ تو عام پیشگوئی ہے لیکن ایک ملک کے متعلق ایک خاص پیشگوئی بھی ہے جو میں سناتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ زار روس کا عصا مجھے دیا گیا اور امیر بخارا کی کمان آپ کو ملی۔

پس ہم امید کرتے ہیں کہ روس کی حکومت عنقریب احمدی ہوگی۔ زار کی سلطنت مٹ چکی ہے عصاء زار روس سے چھینا جاچکا ہے اور آدھا حصہ پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے مگر اب دوسرا حصہ بھی انشاء اللہ پورا ہوگا اور دنیا اپنی آنکھوں سے خدا کے مقدس کی صداقت کو دیکھ لے گی۔

(مفہوماً تذکرہ صفحہ 458 ایڈیشن چہارم)

غلبہء اسلام اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید و نصرت سے ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب 1908 میں انتقال ہوا تو اُس وقت میری عمر صرف بیس سال کے قریب تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ جماعت کے بعض دوستوں کے قدم لڑکھڑا گئے اور ان کی زبانوں سے اس قسم کے الفاظ نکلے کہ ابھی تو بعض پیشگوئیاں پوری ہونے والی تھیں۔ مگر آپ کی تو وفات ہوگئی ہے اب ہمارے سلسلہ کا کیا بنے گا؟

جب میں نے یہ الفاظ سنے تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک جوش پیدا کیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اسی کی قسم کھا کر یہ عہد کیا۔

کہ اے میرے ربّ! اگر ساری جماعت بھی اِس ابتلا کی وجہ سے کسی فتنہ میں پڑ جائے تب بھی میں اکیلا اس پیغام کو جو تُو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بھیجا ہے دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا اور اس وقت تک چین نہیں لوں گا جب تک کہ مَیں ساری دنیا تک احمدیت کی آواز نہ پہنچا دوں۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں نے آپ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کر دی جس کا نتیجہ آج ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں ہمارے مشن قائم ہو چکے ہیں اور ہزار ہا لوگ جو اس سے پہلے شرک میں مبتلا تھے یا عیسائیت کا شکار ہو چکے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے لگ گئے ہیں۔

لیکن ان تمام نتائج کے باوجود یہ حقیقت ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ دنیا کی اس وقت اڑھائی ارب کے قریب آبادی ہے اور ان سب کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانا اور انہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں شامل کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔

پس ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے اور بڑا بھاری بوجھ ہے جو ہمارے کمزور کندھوں پہ ڈالا گیا ہے اتنے اہم کام میں اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید و نصرت کے سوا ہماری کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہم اس کے عاجز اور حقیر بندے ہیں اور ہمارا کوئی کام اس کے فضل کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔

(الفضل 2/جنوری 1963ء)

☆=.....=.....=.....=.....=.....=☆

نعت

افضل مرزا

سانسوں میں بس گئے ہو میری جان کی طرح
بیعت مجھے ہے آپ سے ایمان کی طرح

الہام بن کے اترو میرے جسم و جان پر
گزرے نہ زندگی میری امکان کی طرح

ہر لفظ معرفت کا سمندر لئے ہوئے
کھلتے ہو آدمی پہ تم انسان کی طرح

لوح و قلم کی بادشہی ہے تجھے عطا
ہر لفظ تیرا لکھا ہے سلطان کی طرح

ورنہ یہ آنکھ اٹھتی نہیں مجھ سے اک ذرّہ
میں دیکھتا ہوں دیدۂ حیران کی طرح

حاجت مجھے نہیں ہے کسی غیر سے کوئی
تو میرے ساتھ ساتھ ہے سامان کی طرح

مجھ کو بہانہ دید کا اک چاہیئے ذرا
لگتے ہو رُوپ میں مجھے بھگوان کی طرح

پھر سے بھرو یہ کاسہء جاں اپنے حسن سے
برسو کرم کی لطف کی باران کی طرح

والدین کی نصیحت

عظمٰی وقار

میرے سر پہ اپنے ہاتھوں کو رکھ کر
ہمیشہ کہا تھا سب ہوگا بہتر
میری جاں تم کبھی پریشاں نہ ہوگی
خدا پہ تم جو توکل کرو گی

ملی تھی یہ مجھ کو اپنے ابّا سے سعادت
کہ جس کو کرنا ہے اب میری عادت
بڑے سخت مرحلے بھی دیکھے تھے میں نے
بس اُسی کے سہارے گزارے تھے میں نے

میری ہمتوں کو جب بھی بندھایا
میری ماں نے مجھ کو تھا یہ ہی بتایا
ہمیشہ سوچ کو اپنی مثبت رکھو گی
پھر کبھی کوئی الجھن نہ تم کو ہوگی

جب بھی کرو گی اپنی ہمت سے بڑھ کر
خدا سے تبھی پاؤ گی کچھ بڑھ کر
خدایا تو مجھ کو یہ ہمت تو دینا
اور مجھ کو تو یہ بھی توفیق دینا
کہ توکل کروں اور توقع نہ رکھوں
کہ توکل کروں اور توقع نہ رکھوں

مسلمان فرقہ احمدیہ

لطف الرحمٰن محمود

مفتی عبدالرحمٰن قمر صاحب نے ایک اخبار میں جماعت احمدیہ کے افراد کو 'احمدی' نام استعمال کرنے کی ممانعت کی ہے۔لطف الرحمٰن محمود صاحب نے ایک خط ان کی خدمت میں تحریر کیا جس کی نقل اخبار کے ایڈیٹر کو بھی بھجوائی۔خلافِ توقع یہ دونوں خطوط واپس نہیں آئے اور نہ ہی کوئی تبصرہ اور ردِّ عمل۔ اس قسم کے اعتراضات اور مطالبات چونکہ دوسرے علماء اور تنظیموں کی طرف سے بھی آتے رہتے ہیں، اس لئے، یہ خط افادۂ عام کیلئے شائع کیا جارہا ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

محترم جناب عبدالرحمٰن قمر صاحب
معرفت ہفت روزہ ''پاکستان نیوز''
153-25 Suite 3-B
Hillside Ave, Jamaica
N.Y 11432

سلام مسنون!

پاکستان نیوز کے 29 اکتوبر تا 4 نومبر 2009 کے پرچہ میں آپ کی ایک تحریر (غیر مسلم کون؟) میری نظر سے گزری ہے۔آپ نے اس مضمون میں کسی شخص کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا ذکر فرمایا ہے۔اس کے بعد آپ نے یہ اطلاع دی ہے کہ المدنی مسجد میں ''ایک باوقار قادیانی خاتون'' نے قادیانیت سے توبہ کر لی ہے۔تائب ہونے والی محترمہ کی توبۃ النصوح کی یہ داستان بیان کرتے ہوئے آپ نے اس خاتون کی زبان سے یہ الفاظ کہلوائے ہیں:

''میں نے قادیانی Rabbi سے پوچھا آپ اچھے مسلمان ہو کہ مکّہ مدینہ میں داخلہ بند ہے اور جنہیں تم غیر مسلم کہتے ہو وہ جب چاہیں مکہ مدینہ پہنچ جاتے ہیں حالانکہ سرکارِ دوعالم کی بددُعا دجّال کیلئے ہے کہ وہ مکّہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔''

حج بیت اللہ کی فرضیت' دجّال اور اس حوالے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ وہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہونے پائے گا' آپ کی مندرجہ بالا عبارت کے علمی پہلو ہیں۔یہ ناچیز ان نکات پر بھی گزارشات پیش کرے گا۔لیکن پہلے ''Rabbi'' کی اصطلاح کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ''Rabbi'' کی اصطلاح سے مجھے شبہ ہوا ہے کہ یہ' باوقار خاتون' کے تائب ہونے کا قصہ آپ نے باوضو ہو کر خود گھڑا ہے۔ہر احمدی اپنے امام مسجد' مبلغ یا دینی مُعلّم کو مُربّی صاحب رمشنری صاحب کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔بعض افراد مولانا یا مولوی صاحب بھی کہہ لیتے ہیں۔مگر کوئی شخص ''Rabbi'' کہہ کر مخاطب نہیں

ہوتا۔ ''Rabbi'' یہود کی اصطلاح ہے اور وہ اسے اپنے مذہبی راہ نما یا مُعلّم کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے خوش اخلاقی اور عالی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، یہ الفاظ اس ''نومسلم'' خاتون کی زبان سے ادا کروائے ہیں۔ اگر اُس خاتون نے درحقیقت یہی الفاظ استعمال کئے ہیں تو اُس کی جماعت احمدیہ سے وابستگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔۔۔!

تمام احمدی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، اسلام کے پانچوں ارکان کو صدقِ دل سے مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان پر عمل کرتے ہیں۔ حج بیت اللہ کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے (البقرۃ: 196، ال عمران: 97، الحج: 27)۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس عظیم عبادت کے مناسک اور مسائل اپنی سنّتِ مطہرہ میں واضح فرما دیئے ہیں۔ میں مکرّر عرض کرتا ہوں کہ ہر احمدی اس حکم کو مانتا ہے۔ من استطاع الیہ سبیلا (سورۃ ال عمران: 97) میں ''استطاعت'' کی شرط موجود ہے۔ اگر زادِ راہ نہ ہو، یا راستہ محفوظ نہ ہو، یا کسی اور وجہ سے حرم شریف تک رسائی ممکن نہ رہے تو ایسا مجبور شخص، عنداللہ معذور شمار ہوگا۔

جماعت احمدیہ اور حج بیت اللہ

احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی جن ممالک سے ایسا کرنا ممکن ہے اس سعادت کو حاصل کرتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خاندان کے بعض افراد کو حج، حج بدل اور عمرہ کی ادائیگی کی توفیق ملی ہے۔ جماعت احمدیہ کے پہلے دو خلفاء کو حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔ جماعت احمدیہ کے کئی علماء اور مبشّرین و مبلّغین کو حج کی توفیق ملی ہے اور میں ایسے بہت سے حجّاج کرام کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔

1974 میں بھٹو صاحب کے عہد حکومت میں، قومی اسمبلی کی ایک ترمیم کے بعد، پاکستان کے احمدیوں کیلئے حج کیلئے جانا مشکل بنا دیا گیا۔ لیکن دوسرے ممالک سے جہاں ایسی قدغنیں نہیں، احمدی بفضلہ تعالیٰ حج بیت اللہ کیلئے جاتے ہیں۔ دنیا کے کسی ملک کے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہیں۔ یہ خصوصیت صرف پاکستان کے پاسپورٹ کو حاصل ہے۔ اس کا اصل مقصد اور ہدف یہی تھا کہ پاکستانی احمدی حج کی سعادت سے محروم رہیں۔

میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ احمدی دو طرح سے ظلم کا شکار ہیں۔ ایک طرف تو یہ بے بنیاد الزام بار بار دُہرایا جاتا ہے کہ احمدی حج بیت اللہ کے منکر ہیں اور وہ اپنا حج قادیان جا کر کرتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تردید اور تصحیح کو قبول نہیں کیا جاتا۔ اس کے ساتھ ہی ہر جتن کیا جاتا ہے کہ احمدی حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کیلئے مکہ معظّمہ نہ پہنچ جائیں۔ ایسی پابندیاں عائد کرنے کے بعد پھر یہ طعنہ بھی دیا جاتا ہے کہ احمدی حج سے کیوں محروم ہیں؟ بلکہ اسے اُن کے کفر اور دجل کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے!

حج اور عمرہ میں روک، تاریخ کے آئینے میں

اللہ تعالیٰ کا گھر، بیت اللہ ہزاروں سال سے حج کا مرکز ہے۔ مگر اس طویل تاریخ میں کبھی کبھار، سیاسی یا دیگر مقاصد کے پیشِ نظر، از راہِ تعصّب، بعض لوگ حج و عمرہ کی ادائیگی میں روک بنتے رہے ہیں۔ مشرکینِ مکّہ نے 6 ہجری میں حضرت نبی کریم ﷺ اور 1400 صحابہ کرام کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا۔ اس موقع پر کفّار کی طرف سے سخت شرائط کے ساتھ ''صلح حدیبیہ'' کا معاہدہ معرضِ وجود میں آیا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام عمرہ کے بغیر ہی مدینہ واپس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل کر کے حضورؐ کو فتح کی بشارت دی۔ اسی صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کے نتیجے میں، فتح مکہ کی شکل میں، اللہ تعالیٰ نے

حضورؐ کو اس مقام پاک کا فاتح اور مالک بنا دیا!

عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت کے دوران، بنی اُمیّہ اور اہل شام حج سے محروم رہے لیکن کچھ عرصہ بعد بنی اُمیّہ حرمین شریفین سمیت سارے عالمِ اسلام کے حکمران بن گئے۔ پھر شریفِ مکّہ نے الِ سعود کو حج سے روکنے کی کوشش کی لیکن کچھ عرصہ بعد شریف مکہ کا خاندان، حجاز سے بے دخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے الِ سعود کو حرمین کا انتظام وانصرام سونپ دیا۔ گزشتہ نصف صدی سے اس خاندان کو مسجد بیت الحرام اور مسجد نبوی کی توسیع اور حُجّاج کیلئے آسانیاں پیدا کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

سعودی عرب کے بانی، ملک عبدالعزیز الِ سعود کے عہد حکومت میں، حج بیت اللہ کیلئے حجاز جانے والے ایک احمدی کی اس کے ہندوستانی حاسدین نے رپورٹ کی کہ ایک ''غیر مسلم'' حج کے بہانے حرم میں گُھس گیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے تحقیق کی نیت سے صرف 2 سوالات کا جواب طلب کیا:

1۔ کیا یہ شخص کلمہ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پر ایمان رکھتا ہے؟

2۔ کیا یہ شخص حج بیت اللہ کو رُکنِ اسلام سمجھتا ہے؟

دونوں سوالات کا جواب مثبت میں ملنے پر ملک عبدالعزیز الِ سعود نے فرمایا:

''عبدالعزیز اس شخص کو حج کرنے سے روک نہیں سکتا''

ملک عبدالعزیز کے اس منصفانہ اور حق پسندانہ فیصلے کو تاریخ اسلام میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یاد رکھا جائے گا۔

افسوس ہے کہ دستور پاکستان میں 1974 کی آئینی ترمیم کے بعد، پاکستان کے علماء نے سعودی عرب کے علماء اور حُکّام کو اتنا بدظن کر دیا کہ پاکستانی احمدیوں کیلئے حج ادا کرنا ناممکن بنا دیا گیا۔ انفرادی طور پر بعض احمدی اس سعادت سے سرفراز ہوتے رہے۔ جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب (سابق وزیر خارجہ پاکستان) نے شاہِ فیصل کے مشورہ پر موسم سرما میں حج کا فریضہ ادا کیا۔ حج کے بعد دنیا بھر سے مسلم زعماء اور عمائدین کی خاص تقریب منعقد ہوتی ہے۔ اس تقریب میں جلالت الملک شاہ فیصل نے چودھری محمد ظفر اللہ خان کو ساتھ والی نشست پر بٹھایا۔ حکمرانوں کی سیاسی مجبوریوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ع

رموزِ سلطنتِ خویش خُسرواں دانند

جہاں تک ''دجّال'' کا تعلق ہے، احادیث میں اس کی تفاصیل اور علامات کا ذکر موجود ہے۔ ان علامات کی روشنی میں بعض علماء نے دجال کا عجیب وغریب نقشہ پیش فرمایا ہے۔ خاص طور پر اُس کے ستّر گز لمبے گدھے کی خصوصیات تو دلچسپ ہی نہیں حیران کُن بھی ہیں۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ بہتر ہوگا کہ ایک الگ مفصل خط میں اس موضوع کا تجزیہ پیش کیا جائے کیونکہ جتنا لمبا اور تیز رفتار ''خرِ دجّال'' ہے اُس سے زیادہ لمبی اور پُر اسرار دجال کی کہانی ہے!

کچھ ''احمدی'' نام کے حوالے سے

اپنے کالم کے آخر میں آپ نے ''احمدی'' نام پر بھی اظہارِ خیال کرتے ہوئے درج ذیل قیمتی مشورہ مفت دیا ہے:

''ایک قادیانی نے رنج کا اظہار کیا ہے کہ ہم احمدی ہیں، آپ قادیانی کیوں لکھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم مدینے کی نسبت سے سرکار دو عالم کو بھی مدنی کہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم احمدی نہیں ہو۔ تم خود کو غلام احمدی لکھا کرو۔ احمدی تو مسلمان ہیں۔ دھوکہ دہی بند کرو۔''

(پاکستان نیوز، 23 اکتوبر تا 4 نومبر 2009 صفحہ 5)

عرض ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے 99 اسمائے گرامی مشہور ہیں۔مدنی۔مکّی،تہامی،ہاشمی،قرشی،حجازی،اَبطحی،نزاری،ان میں شامل ہیں۔حضور اقدسؐ کی ذات گرامی کا مقام اتنا بلند اور رفیع الشان ہے۔وہ متنازعہ فیہ ہے ہی نہیں۔ہم سب کی جان ہزاروں بار حضورؐ کے ایک ایک نام پر نثار

بعد از خُدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

قابل غور بات یہ ہے کہ جب آپ دوسرے لوگوں کو مصری،الازہری،دمشقی،بغدادی،گیلانی،ملتانی،گولڑوی،سیالوی،آلو مہاری،جھنگوی،بٹالوی،دہلوی،قنوجی اور فرنگی محلی وغیرہ لکھتے ہیں۔تو یہ الفاظ اُنہیں چڑانے کیلئے نہیں لکھے جاتے بلکہ وطن سے نسبت کے حوالے سے تعارف کیلئے یا پھر عزت وتکریم اور محبت وعقیدت کے اظہار کیلئے لکھے اور کہے جاتے ہیں۔آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد کو مرزائی یا قادیانی چڑانے کیلئے لکھا اور بولا جاتا ہے۔صرف چند ہزار احمدی جو قادیان میں پیدا ہوئے ہیں،انہیں وطن سے نسبت کی وجہ سے قادیانی کہا جاسکتا ہے۔مگر آپ مُصر ہیں کہ کسی بھی صوبے،شہر،ملک حتّٰی کہ بلادِ عربیہ اور یورپ و امریکہ میں پیدا ہونے والے احمدی بھی لازماً''قادیانی''ہیں۔میرے پانچوں بچے ایک افریقی ملک''سیرالیون''میں پیدا ہوئے ہیں۔مگر آپ انہیں بھی''قادیانی''ہی لکھتے ہیں۔

آپ نے روایتی تُند مزاج علمائے سُو کے برعکس مُتبادل نام تجویز کرنے میں''ہتھ ہولا''رکھا ہے۔آپ کا خیال ہے کہ ہمیں احمدی کی بجائے اپنا نام''غلام احمدی''رکھنا چاہیئے۔اس سے مجھے ایک اور واقعہ یاد آگیا ہے۔پنجاب کے علماء نے ہمارے دینی مرکز''ربوہ''نام کو اس بناء پر تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا کہ ربوہ کا لفظ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔احمدیوں کو قرآن مجید کے لفظ کو استعمال کرنے کا حق نہیں۔

ان مہذّب،شائستہ اور خلیق علمائے دین نے ربوہ کا متبادل نام''چک ڈھگیاں''تجویز کیا مگر حکومت پنجاب نے''چناب نگر''کا نام منتخب کیا۔

آپ نے متبادل نام(غلام احمدی)تجویز کرتے وقت اس کی وجہ بھی پیش کی ہے کہ احمدی کہلانے کا حق تو مسلمانوں کو حاصل ہے۔آپ مُصر ہیں کہ ہم نے دھوکہ دے کر یہ نام اختیار کرلیا ہے۔یہ مشورہ دیتے وقت آپ بھول گئے کہ''غلام''عربی کا لفظ ہے جس کا مطلب بیٹا اور لڑکا ہے۔حضرت یوسفؑ پر جب اہلِ قافلہ کی نظر پڑی تو انہوں نے قرآن مجید کی زبان میں''غُلام''ہی کا لفظ استعمال کیا (ملاحظہ فرمائیے سورہ یوسف آیت19)۔

مُفتی صاحب!

یہ''غلام''پنجابی والا غلام نہیں جس کے لئے انگریزی میں Slave کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔اس کیلئے عربی میں''عبدؔ''اور''عبیدؔ''وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں۔ہمیں تو حضرت نبی کریم ﷺ کے ادنیٰ ترین Slaves کہلانے پر بھی فخر ہے۔آپ کے ہم خیال علماء نے ہم پر بڑے بڑے ظلم ڈھائے ہیں۔دل آزاری کیلئے طرح طرح کے نازیبا قول ان کے مُنہ سے نکلے ہیں۔ہماری مسجدوں کی پیشانیوں پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ کے الفاظ مٹائے اور کُھرچے ہیں۔جہاں کلمہ طیبہ سیمنٹ کے ساتھ اُبھرے ہوئے جلی حروف میں موجود تھا اُسے ہتھوڑوں اور چھینیوں سے توڑا گیا اور بعض مقامات پر اللہ اور رسول کا نام نیچے گندی نالیوں میں جاگرا مگر اسلام کے ان فدائیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔توحید اور رسالت کی اس توہین پر جلوس نعرے لگاتا رہا!

مولانائے مُعظّم!

ایک مُلّا نے یہ تجویز دی تھی کہ سکھوں کے گرودوارے کے وزن پر احمدیوں کی مساجد کو''مرزاڑے''کہا جائے۔جو جی میں آتا ہے کہہ لیجئے۔مگر اتنا یاد رکھیئے کہ نام بگاڑنا نبیوں اور رسولوں کے دشمنوں کا پرانا طریق اور دستور العمل ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ کو مشرکینِ مکّہ کے ظالم لیڈر''محمدؐ''کی بجائے''مُذمّم''کہہ کر یاد کرتے۔حضورؐ کے ماننے والوں کو''مسلم''کی بجائے ازراہِ تحقیر''صابی''کہا جاتا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے عبادتِ الٰہی کیلئے بنائی جانے والی مسجدوں کی تخریب، توہین اور تحقیر کی سزا اس رنگ میں دے دی ہے کہ آپ کے اپنے لوگ ایک دوسرے کی مساجد اور امام بارگاہوں پر خودکش حملے کرتے پھرتے ہیں۔ بعض مقامات پر نماز جمعہ کیلئے جمع ہونے والوں کو خون میں نہلا دیا گیا اور مسجدیں مُنہدم ہو گئیں۔ تکفیر کو آئین کا حصہ بنانے والوں میں سے اب کتنے لوگ زندہ ہیں؟ یہ بھی یاد رکھیئے کہ احتساب زمین پر بھی ہوتا ہے اور آسمان پر بھی ہے !

مسلمان کون؟

حضرت نبی کریم ﷺ نے ''مسلمان'' کی تعریف کئی بار فرمائی ہے اور مختلف الفاظ اور انداز میں۔ ان تعریفوں (Definitions) کو پیشِ نظر رکھنے سے کُفر و اسلام، نام، کُنیت، لقب، خطاب وغیرہ کا ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

مسلمان کی سیاسی تعریف

حضور ﷺ نے ہجرت کے جلد بعد، مدینہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کروائی۔ جس صحابی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی، وہ راہ نمائی کیلئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُسے اس فہرست میں شامل کر لو''

اس تعریف کے مطابق ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ دائرۂ اسلام میں شامل ہے اور مسلم معاشرے کا جُزو ہے۔ مسلمان ریاست کا شہری ہے۔ ہر احمدی مسلمان ہونے کا مدعی ہے۔

حضور ﷺ کے ایک ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد پانچ ارکانِ اسلام ہیں یعنی شہادتِ توحید و رسالتِ محمدیہؐ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بیت اللہ۔ ہر احمدی صدقِ دل سے پانچوں ارکانِ اسلام پر ایمان رکھتا ہے۔

مسلمان کی مذہبی تعریف

حضرت نبی کریم ﷺ نے 3 علامات کو کسی شخص کے مسلمان ہونے کا ثبوت قرار دیا ہے۔ جو مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا ہے اور قبلہ یعنی بیت اللہ کی طرف منہ کرتا ہے (استقبالِ قبلہ) اور مسلمان کے ذبح کئے جانور کو حلال اور طیب جان کر اُسے غذا کیلئے استعمال کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ حضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اللہ اور اُس کا رسولؐ اس شخص کے مسلمان ہونے کا ذمہ دار ہے اور مسلمانوں کو اس ضمانت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اس فیصلہ کُن حکمِ رسولؐ کے بعد احمدیوں کے اسلام میں کون سا شک باقی رہ جاتا ہے؟

قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے ساتھ ہے۔ سورۃ الحج کی آخری آیت 78 میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''مسلمان'' نام عطا فرمایا ہے۔

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا

انبیائے سابق کے ماننے والوں کو بھی مومن و مسلم ہی کہا گیا ہے اور اب قرآن مجید میں بھی اہل اسلام کو یہی نام دیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث کے ان ارشادات کے بعد

مجھے ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں معمولی سا شُبہ بھی نہیں گزرا۔ میں اُسی طرح کا مسلمان ہوں جس طرح 1974 کی آئینی ترمیم سے پہلے تھا۔ اپنے مسلمان ہونے یا کہلانے کیلئے مجھے کسی قومی اسمبلی‘ کسی عدالت یا کسی مفتی وملّا سے سند اور پرمٹ لینے کی ضرورت نہیں۔ خُدا اور اُس کے رسول مقبول ﷺ کا فیصلہ میرے لئے کافی ہے۔ آپ بے شک ہمارے لئے حج کرنے کے تمام راستے مسدُود کردیں حرمین الشریفین میں ہمارے داخلے پر پابندی لگوادیں اور اس پر خوشی کے شادیانے بجاتے پھریں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مظلوموں کی روحانی سکینت کا سامان ہوتا رہتا ہے۔ میں ایک معمولی سا عام احمدی ہوں۔ اللہ جلّ شانہٗ کی موکّد بعذاب قسم کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مجھے خواب میں جمالِ مصطفوی ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی رہی ہے۔ اسی طرح میں نے رویا میں خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی ہے۔ اسی طرح خواب میں ایک بار مسجد نبویؐ کے ریاض الجنّۃ میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ کی طرف سے عاید کردہ پابندیوں کے باوجود وہ مقدّس مقامات ہمارے قلب ونظر میں بستے ہیں۔ حرمین الشریفین کو جانے والے راستوں کے ذرّے ہماری نگاہ میں طُور کی طرح چمکتے ہیں۔ آپ شوق سے ہمارے کفر کا ڈھنڈورا پیٹیئے اور تب بھی دعویٰ کیجئے کہ آپ نے ہمارا دل چیر کر اس کُفر کی بھی تصدیق کرلی ہے!

ایک مشہور واقعہ کُتب حدیث میں درج ہے۔ اُسامہ بن زیدؓ نے ایک شخص کو حالتِ جنگ میں‘ اقرارِ ایمان کے باوجود‘ قتل کردیا۔ اسامہؓ کا خیال تھا کہ اُس شخص نے اپنی جان بچانے کیلئے کلمہ پڑھ لیا ہے‘ دل سے مسلمان نہیں ہوا۔ اس سانحہ کا علم ہونے پر حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور بار بار اُسامہؓ سے پوچھا:

”کیا تم نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟“

اسامہ بن زیدؓ اس لغزش پر عمر بھر متاسف رہے۔ 1974 میں قومی اسمبلی کے جن اراکین نے ہمیں غیر مسلم قرار دیا ہے، اُن سے بروزِ حشر پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے احمدیوں کے دل چیر کر جانچ پڑتال کرلی تھی کہ کون سا کلمہ طیّبہ پڑھتے ہیں؟

”احمدی“ نام رکھنے کی وجہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ نے 23 مارچ 1889 کو بیعت قبول کرنے کی ابتداء فرمائی۔ اس طرح شرک‘ بدعت اور گناہ سے توبہ کرنے والوں کی ایک جماعت قائم ہوئی۔ اس جماعت کا کوئی الگ نام تجویز نہیں کیا گیا۔ تقریباً 12 سال تک یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ مسجدوں میں نمازیں ادا کرتے اور اُنہیں ظہورِ مہدی علیہ السلام کی خوشخبری بھی سُناتے رہے۔ علماء نے اُنہیں کافر و مرتد قرار دے کر اپنی مسجدوں سے نکالا۔ یہاں تک کہا گیا کہ مرزائی اور قادیانی کا کسی صف میں کھڑا ہونا ایسا ہے جیسا کہ سؤر کا صف میں گھس جانا۔ اس صورت میں دوسرے مسلمانوں کی نماز نہیں ہوسکتی۔ احمدیوں پر تشدّد کیا گیا۔ بڑے بڑے ظلم روا رکھے گئے۔ حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے اظہارِ ناراضگی کے طور پر ایسے بدزبان اور مُکفّر آئمہ مساجد کے پیچھے نماز پڑھنے سے الہاماً روک دیا۔ مسیح موعودؑ کے بارے میں حدیث میں مذکور علامت ”اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ“ کے نفاذ کا وقت آ گیا۔ 1901 میں حکومت نے ہندوستان میں مردم شماری کرانے کا اعلان کیا۔ اس وقت‘ مردم شماری کے مقاصد کیلئے‘ حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ”مسلمان فرقہ احمدیہ“ لکھنے کی نصیحت فرمائی۔

اس نام کے انتخاب کی وجہ‘ حضرت مرزا صاحبؑ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے:

”اور اس فرقہ کا نام ”مسلمان فرقہ احمدیہ“ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ، دوسرا احمد ﷺ۔ اور اسمِ محمد جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد

جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسمِ احمدؐ کا ظہور ہوا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسمِ محمدؐ کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسمِ محمدؐ ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 365-366)

ہمارا اصلی اور حقیقی نام تو ''مسلمان'' ہی ہے۔ فرقوں، جماعتوں اور تنظیموں کی اس بھیڑ میں شناخت اور امتیاز کی سہولت کیلئے ''احمدی'' لفظ اختیار کیا گیا اور اس لفظ کی نسبت بھی حضرت نبی کریم ﷺ کے جمالی نام احمدؐ ہی سے ہے۔ حضرت مرزا صاحب نظم و نثر میں بار بار بڑے زور سے اسلام سے اپنی اور اپنی جماعت کی وابستگی کا اعلان فرماتے رہے۔ حضور علیہ السلام کی دو طویل منظومات سے چند شعر پیش ہیں:

ما مسلما نیم از فضلِ خُدا　　مصطفیٰ مارا اِمام و مُقتدا
اندریں دِیں آمدہ از مادریم　　ہم بریں از دارِ دنیا بگرزریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اُوست　　بادۂ عرفانِ ما از جامِ اُوست

....

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دِیں　　دل سے ہیں خُدّامِ ختم المرسلیںؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں　　خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے　　جان و دل اس راہ پر قربان ہے

....

محترم مفتی صاحب!

آپ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے قیام سے پہلے ہی اُمّتِ مسلمہ میں فرقے موجود رہے ہیں جو مختلف ناموں سے پہچانے جاتے تھے۔ برِصغیر پاک و ہند میں مختلف مکاتبِ فکر اور مسالک سے وابستہ لوگ اسی قسم کے ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں بلکہ وطنِ عزیز میں ہر خانقاہ اور درگاہ کے متوسّلین کے بھی اپنے اپنے نام ہیں۔ اربابِ تصوّف کے اپنے سلسلے ہیں۔ مَیں وہ تمام نام یہاں گنوانا نہیں چاہتا۔ تاریخِ اسلام میں بھی فرقوں کے عجیب و غریب نام محفوظ ہیں۔ مصر کے ایک مشہور عالم ابو زُہرہ نے ''المذاہب الاسلامیہ'' کے نام سے ایک کتاب میں ان فرقوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ غلام احمد حریری صاحب نے اس کتاب کا اُردو ترجمہ کیا ہے۔ اُس کتاب سے چند فرقوں کے نام آپ کے ملاحظہ کیلئے پیش ہیں۔ خُدا کرے یہ نام آپ کے ذوقِ لطیف پر گراں نہ گزریں۔:

غُرابیہ، کیسانیہ، حاکمیہ، زیدیہ، صفریہ، اباضیہ، یزیدیہ، میمونیہ، ازارقہ، جبریہ، قدریہ، معتزلہ، فاتریدیہ، اشاعرہ، سلفیہ وغیرہ۔ اس کتاب کے آخر میں ناشر (ملک سنز فیصل آباد) کی طرف سے دینی مطبوعات کی ایک فہرست دی گئی ہے۔ فتاویٰ سے تعلق رکھنے والی کتابوں میں سے چند ایک کے نام:

فتاویٰ عزیزیہ، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ امدادیہ۔۔۔

اگر فقہ کا تعلق قرآن اور سنت سے ہے تو اتنی ورائٹی سے کیا ثابت ہوتا ہے؟
مندرجہ بالا تفصیل اس لئے پیش کرنے کی جرأت کی ہے کہ آپ کو یقین دلا سکوں کہ اسلامی فرقوں کے نام 1901 سے پہلے بھی تجویز کئے جاتے رہے ہیں ؏

این گناہیست کہ در شہر شُما نیز کنند

محترم مفتی صاحب!

اس دنیا میں یہ مسئلہ شاید حل نہ ہو۔ بروزِ حشر میں آپ کا دامن کھینچ کر اللہ تعالیٰ سے شکایت کروں گا کہ تیرے اس جابر بندے نے' اپنے علم' پوزیشن' اور فتوے کے زور پر مجھے دائرۂ اسلام سے خارج کیا اور مجھے مسلمان اور احمدی نام تک اختیار کرنے سے روکا۔ آج اس کی اجارہ داری کے قضیے کا فیصلہ فرما دیجئے ؎

عجز و نیاز سے تو وہ آیا نہ راہ پر
دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچئے

یاد رہے کہ عقبیٰ کی عدالتِ انصاف کا منظر اور ماحول اس دُنیا کی ''آزاد اور شفاف'' عدالتوں سے مختلف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چن چن کر اُن چیزوں کی نفی کی ہے جن سے دُنیاوی عدالتوں میں انصاف کا خُون ہوتا ہے۔ پھر وہاں نفسانفسی کا یہ عالم ہوگا کہ ماں، باپ، بیٹا، بھائی، بیوی، محبت جتانے والے خُود پریشان ادھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہوں گے۔ علماء اور مذہبی قائدین جن جتھوں' تنظیموں، مدرسوں، جمعیتوں اور لشکروں پر ناز کرتے ہیں' وہاں تاحدِ نظر' نظر نہیں آئیں گے۔ ہر ایک اپنی اپنی فکر میں غلطاں و پریشاں ہوگا۔ وہاں ایک اور منظر بھی آپ کی طبع نازک پہ گراں گزرے گا ؎

ہم اہلِ صفا ' مردودِ حرم
مسند پہ بٹھائے جائیں گے

والسلام
لطف الرحمٰن محمود
24 نومبر 2009

گر خواب میں بھی مجھ کو جوارِ حرم ملے

لطف الرحمٰن محمود

لختِ جگر و ہمدم و احباب سب گئے
ہم کو دیارِ غیر میں اپنوں سے غم ملے

صد شکر ہے کہ دامنِ تر تو تہی نہیں
دُنیا کے مال و زَر کے خزینے گو کم ملے

اگلے جہاں میں دیکھیئے مِلتا ہے کیا ہمیں
دنیا میں ہر مقام پر زلفوں کے خَم ملے

سجدے میں گر کے' حالتِ توبہ میں چُوم لوں
گر خواب میں بھی مجھ کو جوارِ حرم ملے

حسن و جمال و گیسو و رخسار و چشم و لب
خالق کا ہی پتا دیا جتنے صنم ملے

مِٹ جائیں یُوں کہ رازہائے کُن فکاں کُھلیں
خاکِ ازل کو پیار سے دشتِ عدم ملے

سو بار اپنی زِیست فدا اُن کے ناز پر
اِک بار اِذنِ فَادْخُلِیْ ' اللہ قَسم ملے

مسجد بیت الحمید کی توسیع، ازسرِ نوتعمیر اور افتتاحی تقریب

امام شمشاد احمد ناصر، لاس اینجلس

امریکہ کے مغربی ساحل پر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری بہت ساری فعال اور منظّم و مضبوط جماعتیں قائم ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں میں جماعت احمدیہ امریکہ نے مغربی ساحل کے علاقوں میں کئی مساجد کی تعمیر اور نماز سینٹرز خریدنے کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

مسجد بیت الحمید کا خدا تعالیٰ کے فضل سے 1987 میں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس وقت اس علاقہ میں احمدیت کی شدید مخالفت تھی۔ وہاں کے لوگوں نے ہر قیمت پر اس مسجد کی تعمیر کو روکنے کی کوشش کی۔ ادھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا فرمان اور ہدایت تھی کہ جب تک اس علاقہ کی کونسل متفقہ طور پر اسکی تعمیر کی اجازت نہ دے ہم مسجد تعمیر نہیں کریں گے۔ علاقہ کی کاؤنٹی کے میئر نے کہا تھا کہ یہ مسجد ہماری لاشوں سے گزر کر ہی بنے گی۔

ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بار بار دعا کے لئے لکھا گیا۔ احباب جماعت نے بھی دردِ دل سے دعائیں کیں اور وہ پہلا مرحلہ طے ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کونسل نے متفقہ طور پر ہمیں اسکے بنانے کی اجازت دے دی۔

جب سنگِ بنیاد رکھا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے غیر مسلموں سے اور ان کے بچوں اور بزرگوں سے بھی بنیاد میں اینٹیں رکھوائیں۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد بیت الحمید اس علاقہ میں تعمیر ہوئی اور پھر حضور نے ہی 1989 میں یہاں تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ اس وقت مکرم محترم چوہدری منیر احمد صاحب یہاں پر مبلغ سلسلہ تھے۔ جن کی ان تھک محنت، کوشش اور احباب جماعت کی مالی قربانیوں اور دعاؤں سے یہ عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی۔

فجزاھم اللہ احسن الجزا۔

1989 سے لے کر یعنی اس کے افتتاح سے لے کر 2003 کے اپریل تک اس خانہ خدا سے پانچ وقت اذان اور اللہ اکبر کی آواز گونجتی رہی اور اپنے پرائے سبھی یہاں حاضر ہو کر پانچ وقت خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔ مکرم محترم مولانا انعام الحق کوثر صاحب نے یہاں پر 14 سال تک جماعتی خدمات سر انجام دی ہیں۔ اور تبلیغ اور تربیت کے نظام کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا۔

اپریل 2003 کا میں نے اُوپر ذکر کیا ہے۔ وہ دن احمدیت کی تاریخ میں ایک افسردہ اور دل ہلا دینے والا دن تھا جب ساری جماعت مسجد بیت الحمید میں اکٹھی ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کی خبر سن رہی تھی اور MTA کے ذریعہ حالات دیکھے اور سنے جا رہے تھے کہ اچانک پتہ چلا کہ مسجد کے کچن سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ اور آناً فاناً آگ بھڑک اٹھی اور مسجد کے سامنے کا وہ سارا حصہ جس میں دفاتر، وضو کی جگہ، کچن، لائبریری، سٹور وغیرہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ اور وقتی طور پر مسجد بند ہو گئی۔

جماعت کے دوستوں پر دوہرا صدمہ آن پڑا۔ ایک حضور کی وفات کا صدمہ اور دوسرے مسجد کے اس حصہ کے جل جانے کا صدمہ جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمت دکھائی۔ حوصلہ دکھایا۔ صبر کیا اور اپنے عزم کا اظہار کیا۔ ادھر یہ خوشکن اور مسرور کن خبر سن لی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چاند کے بدلہ دوسرا چاند عطا فرمایا کہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح منتخب ہو گئے ہیں۔ اور اس سے پھر جماعت کے اندر ایک نیا ولولہ اور جوش، ہمت اور عزم پیدا ہو گیا۔

یہاں پر ایک حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ جسے خاکسار کے سامنے بار بار پرانے اور نئے احمدیوں نے بیان کیا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ واقعہ یہ ہے کہ جب مسجد کے اس حصہ کو آگ لگی تو سب چیزیں جل کر راکھ ہو گئیں مگر ایک چیز جو وہاں موجود تھی وہ نہیں جلی۔۔۔ بلکہ آگ نے اسے کچھ بھی نقصان نہ پہنچایا

اور وہ تھی حضرت مسیح موعودؑ کی قد آور تصویر۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ بلکہ ایک موقعہ پر تو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ لوگ ہمیں آگ میں ڈال کر دیکھ لیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ جسطرح حضرت ابراہیمؑ کے لئے اللہ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اسی طرح آگ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ بعینہ یہ بات آپ کی تصویر پر پوری اتری اور آگ نے آپ کی تصویر تک کو بھی نقصان نہ پہنچایا

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خاکسار کی جب 20 جولائی 2004 کو یہاں پر بطور مبلغ تقرری ہوئی تو مسجد کی حالت دیکھی جو کہ ناگفتہ بہ تھی لیکن دوسری طرف خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد کے نقشہ جات بننے پر بھی بڑی تندہی سے کام ہو رہا تھا۔ خاکسار نے یہاں پہنچ کر علاقہ کے ہائی آفیشل سے ملاقاتیں شروع کیں۔ کاؤنٹی کے سپروائزر سے بھی ملا۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب، مکرم راشد میاں سیّد، مکرم انور محمود خان صاحب اور ملک اسلم صاحب اور مسجد کمیٹی کے دیگر ممبران تھے جنہوں نے مسجد کے پلان کو ازسرنو جانچ پڑتال کر کے کام شروع کر دیا۔

جب سارے مراحل طے ہو گئے تو 2007 کے رمضان المبارک اور عید الفطر کے اگلے روز اسکی ازسرِ نو تعمیر کا کام شروع ہوا مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن کی سرکردگی میں مسجد کمیٹی نے بار بار میٹنگز کیں جن میں مکرم ملک اسلم صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے بڑی ہی محنت کے ساتھ وقت نکال کر مسجد کے کام کو آگے بڑھایا اور ذاتی دلچسپی لے کر نگرانی کی۔ اسی طرح مکرم چوہدری مونس صاحب، مکرم چوہدری محمود صاحب، مکرم عاصم انصاری صاحب صدر جماعت لاس اینجلس انلینڈ مکرم منیر محمد صاحب، مکرم راشد میاں سیّد گویا ساری مسجد کمیٹی نے خلوص، محبت اور محنت کے ساتھ اپنے فرائض کی سرانجام دہی کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسکی احسن جزا دے۔ اور اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔

تعمیر کے سلسلہ میں چونکہ فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلہ میں بھی کچھ ایمان افروز تذکرے اور احباب کے مالی قربانیوں کے واقعات کا ذکر کرنا بہت ضروری ہوگا۔

مالی قربانی

یہ پراجیکٹ قریباً 4.5 ملین (ساڑھے چار ملین) ڈالر کا تھا۔ مقامی جماعت نے جس میں لاس اینجلس ایسٹ، لاس اینجلس انلینڈ، لاس اینجلس ویسٹ اور سین ڈی ایگو جماعت نے دل کھول کر مالی قربانی میں حصہ لیا۔ مگر ابھی بھی پوری رقم موصول نہ ہوئی تھی۔ اس لئے خاکسار نے اس کے لئے دو تجاویز پیش کیں ایک تو یہ کہ ایک وفد بنا کر محترم امیر صاحب کی خدمت میں جائے اور امریکہ کی دوسری جماعتوں کے مخیّر احباب سے مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ اکٹھا کیا جائے چنانچہ محترم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب، مکرم عاصم انصاری صاحب اور مکرم ڈاکٹر طاہر صاحب اور خاکسار پر مشتمل یہ وفد محترم امیر صاحب ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب کی خدمت میں میری لینڈ آیا اور محترم امیر صاحب کی خدمت میں ساری مشکلات پیش کیں۔ آپ نے از راہ نوازش ہماری راہنمائی بھی فرمائی اور جماعتوں کا دورہ کر کے چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اور اس کیلئے محترم امیر صاحب نے خاکسار کی ہی ڈیوٹی بھی لگا دی۔

دوسری تجویز یہ بتائی کہ جلسہ مصلح موعود کے موقعہ پر چندہ کی تحریک کی جائے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حوالہ جات خاکسار نے جماعت کے سامنے پیش کئے جس میں مالی قربانی کی تحریک تھی۔ اس موقعہ پر خاکسار نے احباب جماعت کو یہ بھی بیان کیا کہ آپ خود تو اپنی طرف سے چندہ دے ہی رہے ہیں اپنے بزرگان، والدین جو وفات پا چکے ہیں اُن کی طرف سے بھی چندہ دیں، چنانچہ اس ایک دن میں ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر سے زائد کے وعدہ جات اور وصولی بھی ہوئی۔ الحمدللہ۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے اس موقعہ پر اعلان کیا کہ جماعت اس وقت جتنا چندہ اکٹھا کرے گی اور مالی قربانی پیش کرے گی اتنا ہی میں خود اپنی ذاتی جیب سے ادا کروں گا اس طرح ایک اور دوست مکرم کریم احمد صاحب نے بھی اعلان کیا کہ جتنا چندہ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب ادا کریں گے اس سے ایک ڈالر زائد دے کر میں بھی ادائیگی کروں گا۔ چونکہ اس طرح اس ایک دن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً قریباً اڑھائی لاکھ ڈالر جمع ہو گیا اور فاستبقوا الخیرات کا نظارہ بھی جماعت نے دیکھا۔ الحمدللہ۔

خدام الاحمدیہ نے اس واقعہ کو دیکھ کر ایک باربی کیو کا انتظام کیا تا کہ مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ اکٹھا کیا جائے چنانچہ 11 ہزار ڈالر اکٹھا ہوا، اس موقعہ پر ایک دوست خادم عزیزم موعیذ مومن صاحب نے کہا کہ جتنا خدام چندہ دیں گے اتنا ہی چندہ میں ادا کروں گا اور پھر ایک اور خادم مکرم سیف الرحمٰن نے بھی اتنا ہی چندہ ادا کیا۔ گویا ایک دن میں خدام الاحمدیہ نے بھی قریباً 33 ہزار چندہ ادا کر دیا۔ لجنہ اماء اللہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی سے پیچھے نہ رہیں اور انہوں نے بھی ہر رنگ میں مالی قربانی پیش کی۔

زیورات دے کر، نقد ادائیگی کر کے، وعدہ جات دے کر اور فنڈ ز اکٹھے کرنے کے لئے انہوں نے بھی باربی کیو وغیرہ کر کے یہ رقوم اکٹھی کیں۔ اور انہوں نے بھی ثابت کیا کہ وہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں اس سلسلہ میں صدر لجنہ اماء اللہ محترمہ امتہ المجیب صاحبہ چوہدری اور محترمہ صدر صاحبہ مبارکہ صادق نے بہت تعاون کیا، جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اطفال الاحمدیہ اور وقفِ نو بچے اور بچیاں

جماعت کے بڑے طبقے یعنی انصار، لجنہ اور خدام کا ذکر کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے چھوٹے بچے، اطفال اور واقفین نو بچوں اور بچیوں نے بھی مسجد کی تعمیر میں دل کھول کر چندہ ادا کیا۔ چند واقعات درج کرتا ہوں:

ایک دفعہ واقفین نو بچوں کا مقامی اجتماع تھا۔ خاکسار نے اس موقعہ پر بچوں کو ترغیب دی کہ مسجد بن رہی ہے۔ آپ کے والدین تو مالی قربانی کر ہی رہے ہیں۔ آپ بھی کریں اور آپ کی جیبوں میں گھروں میں یا گلوں میں۔ جو جو رقم جمع ہے اور آپ کی ہے وہ آپ ساری کی ساری مسجد کے چندہ میں دیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ بلا استثناء ہر شخص رقم ادا کرے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب بچوں نے مالی قربانی کا بے نظیر نمونہ پیش کیا کہ اس چھوٹے سے اجتماع جس میں شاید 20-25 سے زائد بچے نہ تھے 5 ہزار سے زائد ڈالر خدا تعالیٰ کے فضل سے جمع ہو گئے۔

پھر اسکے بعد جب سنڈے کلاس ہوتی تو بچے اپنے اپنے گھروں سے اپنی اپنی رقوم لاتے اور خاکسار کو ڈھونڈتے کہ مربی صاحب کہاں ہیں انہیں مسجد کے لئے چندہ دینا ہے۔

ایک دفعہ نماز عشاء کے بعد خاکسار نے ایک بچے سے کہا کہ تمہاری طرف سے ابھی چندہ نہیں آیا غالباً تم گزشتہ اتوار کلاس میں نہ آئے تھے۔ اس لئے تمہیں تحریک کا پتہ نہیں اور ساتھ ہی میں نے پوچھ لیا کہ تمہارے پاس گھر میں کتنے پیسے جمع ہیں کہنے لگا کہ 60 ڈالر ہیں۔ میں نے کہا اچھا 50 ڈالر چندہ ادا کر دو اور 10 ڈالر اپنے لئے رکھ لو۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ صبح جب وہ بچہ نماز فجر پر آیا تو 80 ڈالر لے آیا میں نے پوچھا یہ کیا؟ تم نے تو رات بتایا تھا کہ تمہارے پاس 60 ڈالرز ہیں کہنے لگا کہ جب میں گھر آیا تو مجھے یاد آیا کہ میرے 20 ڈالر میری امی کے پاس بھی پڑے ہیں اس لئے 60 ڈالر وہ اور 20 مزید 80 ڈالر میں مسجد کے لئے چندہ دیتا ہوں۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ یہ بچہ اور اسکے والدین مالی لحاظ سے کافی کمزور ہیں۔ بچوں کی اس مالی قربانی کا یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک جاری ہے۔

ایک دفعہ خاکسار ایک فیملی کو ملنے اُن کے گھر گیا۔ وہاں پر نماز عصر کا وقت آ گیا میں نے سب سے کہا وضو کر واور اذان دو، نماز پڑھتے ہیں، نماز سے فارغ ہو کر خاکسار نے سب سے کہا کہ بیٹھے رہیں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر ایک طفل، دو خدام، ایک ناصر اور ایک لجنہ ممبر تھیں اور دو ہم میاں بیوی تھے۔ میں نے دو خدام اور ایک طفل سے کہا کہ مجھے ایسے لگتا ہے کہ آپ تینوں نے ابھی تک مسجد کے لئے رقم نہیں دی۔ کہنے لگے کہ سستی ہوگئی۔ چنانچہ وہ بچہ اپنے کمرے میں گیا اور 4 ڈالر لا کر مجھے دیئے کہ میرے پاس یہی رقم ہے۔ میں نے جزاک اللہ کہا۔ پھر خدام کی طرف متوجہ ہوا کہ ایک خادم نے 300 اور ایک نے 100 ڈالر ادا کئے۔

جب میں نے اُن کی والدہ سے کہا کہ اگرچہ مسجد آپ کے گھر سے کافی دور ہے اور ہفتہ میں کئی بار آنا مشکل ہے تاہم کوشش کر کے آپ بچوں کو مسجد میں لایا کریں اور میں نے خوشی سے بتایا کہ آپ کے بچوں نے ماشاءاللہ مسجد کی تعمیر کے لئے اتنی اتنی رقم دی ہے۔ تو وہ اپنے خاوند سے کہنے لگیں کہ آپ نے کتنی رقم دی ہے وہ کہنے لگے کہ میں تو پہلے ہی ادا کر چکا ہوں ان کی اہلیہ نے کہا کہ نہیں امام صاحب ہمارے گھر آئے ہیں بچوں نے تو رقم دے دی ہے۔ آپ بھی فوراً ادا کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسی وقت ایک ہزار ڈالر کا چیک دے دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مالی قربانی کے لئے جماعتوں کا دورہ

جیسا کہ خاکسار نے بیان کیا ہے محترم امیر صاحب کی اجازت سے ہم نے امریکہ کی کچھ جماعتوں کا بھی دورہ کیا۔ خاکسار کے ساتھ محترم سید وسیم احمد صاحب جو کہ امریکہ جماعت کے نیشنل سیکریٹری وقفِ جدید بھی تھے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً 50 جماعتوں کا دورہ کیا یہ دورہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ جماعتوں کو ایک خط محترم امیر صاحب کی طرف سے چلا گیا تھا تاہم وقت کا تعین نہیں ہوا تھا کہ کس جماعت میں کس دن جانا ہے۔ ہم نے کرائے پر گاڑی لی اور خدا کا نام لے کر سفر اختیار کیا۔ جانے سے قبل خاکسار نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی ایک فیکس روانہ کردی تا کہ حضور کی دعائیں بھی شامل ہو جائیں۔ اس دورہ کے دوران پیش آنے والے چند واقعات بھی لکھتا ہوں۔

ایک جماعت میں جانے سے صرف چند گھنٹے قبل ہم نے بتایا کہ ہم پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے بڑے کھلے دل سے ہمیں کہا کہ ضرور تشریف لائیں۔ وہاں 5-6 فیملیز ہیں جو کہ کافی فاصلے پر رہتی ہیں۔ صدر جماعت نے اسی وقت سب فیملیز کو ہمارے آنے کی اطلاع دے دی، شام کو جب ہم اس جماعت میں پہنچے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے سارے لوگ ایک گھر میں جمع تھے سوائے ایک دوست کے جو کہ اس دن شہر سے باہر تھے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد خاکسار نے مسجد بیت الحمید کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام حاضرین نے اپنی اپنی بساط سے بڑھ کر بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی مالی جہاد میں حصہ لیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔

ملواکی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ایفروامریکن احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد ہے وہاں پر جماعت کی ایک بہت بڑی بلڈنگ ہے۔ جو کہ مسجد کے طور پر اور دیگر جماعتی تقاریب کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہاں پر جماعت کا ایک سکول بھی ہے۔ برادر عبدالرشید صاحب اور برادر نصیر اللہ صاحب یہاں کے پرانے احمدی ہیں۔ یہاں پر خاکسار نے جمعہ پڑھایا۔ اور جمعہ میں مالی قربانی کی تحریک کی، جمعہ کی حاضری بھی ماشاء اللہ بڑی غیر معمولی تھی اور سب موجود احباب وخواتین نے اور بچوں نے مسجد کی تعمیر کیلئے دِل کھول کر چندہ ادا کیا۔

یہاں سے ہم آش کاش گئے۔ آش کاش میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص اور فعال جماعت ہے۔ اس جماعت میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد آباد ہیں، محترم خرم فواد صاحب صدر جماعت نے ہماری آمد کی اطلاع پیشگی جماعت کو کردی تھی۔ ہم مغرب کے وقت پہنچے نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد صدر صاحب نے ہمارے آنے کا مقصد بیان کیا اور خاکسار سے درخواست کی کہ میں مسجد کے لئے مالی قربانی کی تحریک کروں۔ میں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ آپ سب ماشاء اللہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق رکھتے ہیں آپ کو تو حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کا مجھ سے زیادہ علم ہے۔ اس لئے آپ نے باقی جماعتوں سے بڑھ کر مالی قربانی کرنی ہے۔

آش کاش کے چند نوجوان اور خواتین اور بچے جو اس وقت موجود تھے سب نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانی پیش کی۔ اور قریباً 20 منٹ میں 20 ہزار ڈالر کے قریب کیش کی صورت میں جمع ہو گئے اور سیکریٹری مال مکرم سعاد صاحب نے اسی وقت انہیں رسیدیں بھی دے دیں۔

شکاگو میں جب تحریک کی گئی تو لجنہ میں سے ایک خاتون نے اپنے سونے کے کڑے بھجوائے۔ میرے پاس اس وقت چند دوست بیٹھے ہوئے تھے جن میں سیکریٹری مال بھی تھے میں نے سیکریٹری مال سے کہا کہ ہم یہ کڑے ساتھ لے کر نہیں جاسکتے آپ ان احمدی خاتون سے پوچھ لیں جن کے کڑے ہیں کہ وہ خود ہی ان کی مناسب قیمت لگا کر رقم ہمیں دے دیں اور کڑے خود رکھ لیں ابھی ہم یہ بات کر ہی رہے تھے کہ ایک دوست نے کہا کے کڑے مجھے دکھائیں انہیں دکھائے گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کڑے تو میری بیوی نے دیئے ہیں مجھے دے دیں میں ان کی رقم ادا کر دیتا ہوں۔ اور 500 ڈالر ان کی رقم ادا کر دی حالانکہ وہ خود اپنی طرف سے اتنی رقم ادا کر چکے تھے۔

مالی قربانیوں کی یہ داستان بہت طویل ہے۔ اور ایمان افروز بھی۔ سارے واقعات کا لکھنا اور احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔ صرف اس قدر عرض کروں گا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو روحانی انقلاب دنیا میں برپا کیا ہے اسے اِس وقت کے کم ظرف لوگ شاید نہ دیکھ سکیں ہم یہ احمدی ہی ہیں جنہوں نے قربانیوں کی داستانیں رقم کی ہیں۔ جس سے ان کے ایمانوں میں خدا تعالیٰ نے جلا بخشی ہے۔

اور انہیں خدا تعالیٰ کی خاطر مالی قربانی میں جو لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔اس کا بیان کرنا بھی بہت مشکل ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیاری جماعت کو جب بھی جس وقت بھی قربانیوں کے لئے بلایا گیا ہے۔یہ نہایت تیزی سے اخلاص کے ساتھ آگے بڑھی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ اپنی جماعت کے اخلاص کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور باوفا جماعت عطا کی ہے۔میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 223)

یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے ؎

صاف دِل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

مسجد کی توسیع وتعمیر

اکتوبر 2007 سے تعمیر وتوسیع کا کام شروع ہوا خدا تعالیٰ کے فضل سے اگست 2009 میں جاکر مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی۔تعمیر کے دوران بھی کئی مرحلوں پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہم ہر دفعہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں فیکس کرتے حضور دعا کریں کہ یہ پریشانی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ رحم اور فضل فرمایا وہ رکاوٹ دور ہوتی رہی۔

اب رمضان المبارک سر پر آ گیا تھا مسجد کے استعمال کی اجازت میں رکاوٹ پڑ رہی تھی کیونکہ کچھ کام ابھی کرنا باقی تھا۔اگرچہ دن رات کام ہو رہا تھا پھر بھی کاؤنٹی کے قواعد وضوابط کی بنا پر جب تک کام مکمل نہ ہو،استعمال کی اجازت نہ مل سکتی تھی اس سلسلہ میں جو انسپکشن ہونی تھی وہ فائر ڈیپارٹمنٹ والوں کی تھی۔انہوں نے ہمیں جو تاریخ دی وہ رمضان المبارک کے شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد کی تھی۔جس سے بہت پریشانی لاحق ہوئی۔خاکسار کو جب پتا چلا تو سب سے پہلے تو حضور کو دعا کے لئے خط لکھا پھر کاؤنٹی کے سپروائزر کے دفتر چلا گیا وہ دفتر میں موجود نہ تھے ان کے سیکریٹری کو خاکسار نے سارے حالات بتائے اور درخواست کی کہ انسپکشن کی تاریخ کو ایک ہفتہ پہلے کر دیا جائے تاکہ ہم شروع رمضان سے ہی مسجد میں عبادت بجالاسکیں ورنہ ہمارے احباب کو بہت مشکل ہوگی۔

خدا بھلا کرے سیکریٹری کا۔اس نے ہماری مشکل کو سمجھا اور فوراً متعلقہ محکمہ کو فون کیا کہ امام شمشاد صاحب آپ کے پاس پہنچ رہے ہیں ان کی تکلیف اور مشکل کا ازالہ کر دیں۔میں فوراً متعلقہ دفتر گیا انسپکٹر صاحب بڑے تپاک سے ملے اور ہمیں رمضان سے دو دن قبل کی تاریخ دے دی۔الحمدللہ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور انہوں نے انسپکشن کر کے ہمیں مسجد کے استعمال کی اجازت دے دی۔

یہاں پر یہ ذکر کرنا بھی بہت ضروری ہے کہ ان ممالک میں اگرچہ اکثریت عیسائیوں کی ہے۔یہ لوگ مذہبی آزادی کے قائل ہیں۔اور صرف بیانات اور تقریروں میں ہی مذہبی آزادی کا پرچار نہیں کرتے۔بلکہ عمل سے ثابت کرتے ہیں۔اور ہر ایک کی مشکلات کا ازالہ کرتے ہیں۔خدا تعالیٰ انہیں اجر عطا فرمائے اور ان کے اسلام میں آنے اور ہدایت کے سامان بھی پیدا فرمائے،آمین۔

احبابِ جماعت کی خوشی

میں اس مسرت اور خوشی کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہ جب ہم نے جمعہ کے دن مسجد میں نماز جمعہ ادا کی اور شام کو نماز تراویح۔مسجد نمازیوں سے بھر چکی تھی۔ہر ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہا تھا۔نیز مسجد ملنے پر خدا کے حضور سجداتِ شکر اور آنسوؤں کے نذرانے پیش کر رہے تھے۔ایک دوست مکرم ملک اسلم صاحب نے مجھے جمعرات کو فون کیا کہ مولانا صاحب اس موقعہ پر جمعہ کی نماز کے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی جائے جو کہ میں لے کر آؤں گا۔اس طرح ایک اور دوست مکرم اعجاز محمد صاحب نے بھی فون کیا کہ میں مٹھائی لانا چاہتا ہوں۔قریباً 450 افراد نے اس دن نماز جمعہ ادا کی اور حاضرین میں اس خوشی کے موقع پر ہر دو دوستوں نے لڈو اور دیگر مٹھائی تقسیم کی،جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

رمضان المبارک

اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ ہی شام سے رمضان المبارک کا آغاز ہوگیا۔تمام احباب جماعت جو ایک لمبے عرصہ سے مسجد کے نہ ہونے کی وجہ سے ترس گئے تھے۔سب نے روحانی پیاس بجھانے کی پوری پوری کوشش کی۔ پانچوں نمازوں کی حاضری بڑی خوشکن ہوتی رہی۔ اسی طرح درس قرآن کی حاضری روزانہ شام کو 175 سے زائد۔ جمعہ کے دن شام کو 250 تک اور ہفتہ کے دن تو خاص طور پر 350 سے 400 افراد کی حاضری ہوتی تھی، الحمدللہ۔

عیدالفطر کی تقریب

خدا تعالیٰ کے فضل سے رمضان المبارک کے اختتام پر عیدالفطر بڑی سادگی لیکن خاص جوش اور جذبے کے ساتھ منائی گئی 900 سے زائد افراد نے مسجد بیت الحمید میں نمازِ عید ادا کی اور اس موقع پر بھی سب حاضرین کی مٹھائی اور نمک پاروں سے تواضع کی گئی۔

غیر مسلم اور ہمسایوں کا مسجد کا وزٹ

جب سے مسجد بنی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کے ہمسائے ،سکول کالجز، طلباء، پروفیسرز اور ٹیچرز مسجد کا وزٹ کر رہے ہیں۔روزانہ گروپس کی صورت میں بھی۔اور انفرادی طور پر بھی۔اور والدین اپنے بچوں کو لے کر مسجد دکھانے آتے ہیں۔اور اس طرح تبلیغ کا دروازہ کھل گیا ہے۔مکرم عبدالغفار صاحب سفید فام۔مکرم رحمٰن عبدالعلیم صاحب ایفرو امریکن تبلیغ کے سلسلہ میں خاص طور پر خاکسار کی مدد کرتے ہیں، جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

غیر مسلموں کے لئے خاص تقریب

جب سے مسجد بنی تھی مسجد کے ہمسائے اور اس سڑک سے گزرنے والے مسجد کی بلند و بالا اور نہایت خوبصورت عمارت دیکھ کر ہمیں مبارک باد کے فون بھی کرتے تھے۔ ہمارا ٹول فری نمبر 1800WHYISLAM ہے۔امریکہ اور کینیڈا کے شہروں میں یہ نمبر خوب جانا اور پہچانا جاتا ہے۔غیر مسلم خاص طور پر اور دیگر لوگ بھی اس نمبر سے ہمیں سوالوں کے لئے فون کرتے ہیں جن کے جواب دیئے جاتے ہیں۔اس فون پر ہمیں مبارک باد کے فون بھی آنے لگے اور اس بات کی خواہش کا اظہار ہونے لگا کہ آپ اپنی مسجد کا کب افتتاح کریں گے۔چنانچہ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں مکرم عاصم انصاری صاحب صدر جماعت' مکرم مونس چوہدری صاحب،مکرم ڈاکٹر طاہر خان صاحب،مکرم شیخ خالد صاحب،مکرم انوار خان صاحب اور خاکسار شامل ہوئے۔ مکرم انور محمود صاحب، ڈاکٹر طاہر خان صاحب اور خاکسار کے ذمہ اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے ڈیوٹیاں سپرد ہوئیں۔

مکرم ڈاکٹر طاہر خان صاحب نے ہمسایوں اور ہائی آفیشلز کے لئے دعوتی کارڈ بنوائے ۔مکرم انور خان صاحب نے ہمسایوں سے رابطہ کیا۔ اور خاکسار نے پریس سے رابطہ کیا اور ہائی آفیشلز کو دعوت نامے فرداً فرداً جا کر دیئے۔اور جس سڑک پر مسجد واقع ہے وہاں بھی گھروں میں جا کر دعوت نامے دیئے گئے۔اس تقریب کے لئے 24 اکتوبر بروز ہفتہ مقرر کیا گیا۔چنانچہ کمیٹی کے تمام افراد نے بڑی محنت اور توجہ سے کام کیا۔

مکرم رمضان الحق جٹالہ۔مکرم اسلم خان صاحب ۔مکرم جمیل محمد صاحب اور خدام الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ اور اطفال کی مدد سے ہال کو سجایا گیا۔مسجد کے باہر رنگ برنگ غبارے اور پھولوں سے سجاوٹ کرنے کا اہتمام کیا گیا۔مسجد میں جدید نظام کے صوتی آلہ جات بھی نصب کئے گئے ہیں۔

تقریب کا آغاز

مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن کی صدارت میں 24 اکتوبر کو ٹھیک شام چار بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم نعمان مبشر صاحب نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ کی۔ترجمہ ہمارے ایک نوجوان ریحان چوہدری ابن مکرم مونس چوہدری صاحب نے پیش کیا۔

مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور پھر محترم امیر صاحب امریکہ کا تعارف کروایا۔

محترم امیر صاحب بوجہ اپنی صحت کی کمزوری کے تقریب میں شرکت کے لئے تشریف نہ لا سکے تاہم انہوں نے انٹرنیٹ کے ذریعہ نیوجرسی سے لائیو خطاب کیا جو حاضرین نے سنا۔ محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم حضرت مرزا غلام احمدؑ پر ایمان لاتے ہیں جو کہ اس زمانہ میں مسیح موعود بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں حاضرین کو بتایا کہ مسجد بنانے کی غرض بھی یہ ہے کہ ہم لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کرنے کی طرف بلائیں۔

اس کے بعد اس تقریب کے لئے خاص طور پر بلائے گئے مہمان جماعت احمدیہ کے مبلغ اور نائب امیر محترم اظہر حنیف صاحب نے اپنے خطاب میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے کعبہ کی دوبارہ تعمیر' قرآنی آیات کے حوالہ سے بیان کی اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام ہی آزادئ مذہب کا علمبردار ہے۔ اور آج کے زمانہ میں اگر ہم بھی امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ایک دوسرے کا احترام اور ان کے جذبات کا خیال بھی رکھنا ضروری ہوگا۔ کیوں کہ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ محترم امام اظہر حنیف صاحب نے اپنے خطاب میں قرآنی حوالہ جات سے اس بات کو بھی واضح کیا کہ اسلام صرف مساجد کا احترام ہی نہیں سکھاتا بلکہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کا بھی پورا پورا احترام سکھاتا ہے جسکی طرف مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہیے۔

معزز مہمانوں کے خطاب

امام اظہر حنیف صاحب کی تقریر کے بعد چند معزز مہمانانِ کرام نے بھی مختصراً تقاریر کیں جن میں سب سے پہلے مارمن چرچ کے علاقہ کے صدر Mr.Daniel K.Stevenson نے حاضرین سے خطاب کیا۔

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہوگی کہ جب ہماری مسجد تعمیر کی وجہ سے بند ہوگئی تو ہم نے جماعتی ضروریات اور نماز جمعہ، سنڈے کلاس اور دیگر فنکشنز کے لئے جگہ کی تلاش شروع کی مگر ہمیں کہیں بھی مناسب جگہ نہ مل سکی جو عمارتیں ملتیں وہ ہماری ضرورت کو نہ ہی پورا کرتیں اور نہ ہی ہماری شرائط پر پورا اترتیں ہمیں ایسی جگہ کی ضرورت تھی جہاں مرد اور عورتیں الگ نمازیں پڑھ سکیں باتھ رومز الگ الگ ہوں وغیرہ۔ یہاں پر چونکہ ایسا کوئی رواج نہیں ہے اس وجہ سے بہت مشکل پیش آئی۔

چنانچہ خاکسار نے مارمن چرچ کے ایک دوست Mr. Ken سے رابطہ کیا۔ یہ ہمارے پرانے دوستوں میں سے ہیں اور جماعت کا بہت احترام کرتے ہیں بلکہ ہر رمضان المبارک میں اپنے فیملی اور دوستوں کو ساتھ لے کر مسجد آتے ہیں۔ اور ایک افطاری بھی کراتے ہیں۔

جب ان سے رابطہ کیا گیا اور درخواست کی گئی کہ آپ کا چرچ ہماری مسجد کے بالکل قریب ہے۔ آپ ہمیں جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ انہوں نے اپنی ہائی اتھارٹی کے ساتھ گفت و شنید کر کے ہمیں جمعہ پڑھنے کی اجازت دے دی قریباً ایک سال چھ ماہ تک ہم ان کے چرچ میں جمعہ کی نماز ادا کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں ان کا تعاون خاص شکریہ کے لائق ہے۔ بلکہ ان کے نوجوان بھی ہر جمعہ کے دن چرچ میں جائے نماز وغیرہ بچھانے، لاؤڈ سپیکر اور پوڈیم وغیرہ کے انتظام میں خاص مدد اور تعاون کرتے رہے، جزاھم اللہ احسن الجزا۔

توان کے صدر نے اس موقعہ پر اپنا لٹریچر اور ایک بہت بڑا فریم بھی محبت کے طور پر ہمیں پیش کیا جس میں چرچ میں نمازیں پڑھنے کی تصویریں تھیں۔

انکی تقریر کے بعد Mr.Dennis Boxter جو امریکہ کی سب سے بڑی کاؤنٹی کے کونسل ممبر ہیں نے تقریر کی انہوں نے جماعت کے ساتھ اپنے تعلق اور خاکسار کے ریڈیو پروگرام کے بارے میں حاضرین کو بتایا کہ امام شمشاد ناصر کے ریڈیو کے اس پروگرام جس کا عنوان Understanding Islam with Imam Shamshad ہے' سے ہمیں اسلام کی تعلیم کو سمجھنے میں کافی مدد مل رہی ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے خاکسار کو ایک شیلڈ بھی دی۔

ریڈیو پروگرام

Mr.Dennis Boxter شان برناڈینو کاؤنٹی میں ایک اپنا ریڈیو پروگرام پیش کرتے ہیں جو کہ بہت مشہور ہے۔ چونکہ یہ کونسل ممبر بھی ہیں اور ان کا یہ پروگرام لوگ بہت شوق سے سنتے ہیں، ہر منگل کو صبح 9:30 پر یہ خاکسار کے ساتھ اسلام کے بارے میں مختلف عناوین پر تبادلہ خیالات کرتے ہیں جس سے انہیں اور تمام سننے والوں کو اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں، انہیں دور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ یہی اس پروگرام کا عنوان ہے۔

احباب سے اس سلسلہ میں دعا کی بھی خاص درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ

ہمیں توفیق دے کہ ہم احسن رنگ میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر سکیں اس ریڈیو سٹیشن کی رینج 4 ملین لوگوں تک ہے۔

ان کی تقریر کے بعد علاقہ کے چیف پولیس Mr.Stan Stewart نے تقریر کی اور جماعت کی خدمات کا اس علاقہ میں اعتراف کیا خصوصاً نوجوانوں نے جو Highway Cleaning کا کام کرتے ہیں۔اسی طرح انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت کے اس پروگرام کو بھی سراہا جس میں ہم دوسرے مذہب کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے احترام میں جو خدمات بجالا رہے ہیں کا خصوصی تذکرہ کیا۔

چیف پولیس کی تقریر کے بعد Hon Curt Haggman نے بھی تقریر کی جو کہ اپنی بیگم کے ساتھ تشریف لائے تھے۔آپ 60th ڈسٹرکٹ اسمبلی ممبر کے خاص عہدۂ جلیلہ پر فائز ہیں انہوں نے بھی اپنی تقریر میں ہمارے خدام اور لجنہ کے رفاہی کاموں کی تعریف کرتے ہوئے دو شیلڈز دیں۔ان کی بیگم بھی کاؤنٹی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ان کے بعد علاقہ کے بٹالین چیف آف فائر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔اور موقعہ پر انہیں مدعو کرنے کا شکریہ اَدا کیا۔ان تقاریر کے بعد مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے حاضرین میں خاکسار کا تعارف کروایا۔خاکسار نے پروگرام کے مطابق حاضرین کا شکریہ اَدا کیا اور اختتامی ریمارکس دیئے۔

خاکسار نے کہا کہ میں تمام مہمانوں کا جماعت کے ممبران کی طرف سے اور اپنی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی ہر موقعہ پر ہمیں مدد اور تعاون حاصل رہا۔اس دعوت میں کثرت کے ساتھ شامل ہونا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔عاجز نے اس موقعہ پر پریس اور میڈیا کا بھی شکریہ ادا کیا کہ گزشتہ دو ماہ سے جب سے کہ ہم نے مسجد میں عبادت شروع کی ہے۔انہوں نے ہر موقع پر کھلے دل کے ساتھ اس کو کوریج دی ہے۔اور صحیح کوریج دے کر اسلام کے پیغام کو پہنچانے میں ہماری مدد کی ہے۔

خاکسار نے اس موقعہ پر Fire Fighters اور عمارت بنانے والوں کا بھی تہہ دِل سے شکریہ ادا کیا۔اور ایک پیغام خاص طور پر یہ دیا کہ ہمارے مخالفین، اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ذات کو جو مختلف مواقع پر اعتراضات کا نشانہ بناتے رہتے ہیں یہ درست نہیں، ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم جس ملک میں بھی رہتے ہیں اس ملک کے قوانین کی پابندی کرنا اسلامی تعلیم پر عمل کرنا ہوتا ہے۔اور ہم کسی ملک پر قبضہ کرنا نہیں چاہتے اور نہ ہی ہمارا یہ مقصد ہے۔ہم آپ کے دلوں کو فتح کرنے آئے ہیں اور یہ کام کرتے رہیں گے۔کچھ دل آج فتح ہوں گے تو کچھ کل کو فتح ہو جائیں گے۔اور ہم اپنے اس کام کو جاری رکھیں گے جب تک ہم دلوں کو فتح کرنے کے مشن میں کامیاب نہیں ہو جاتے۔

اس کے بعد خاکسار نے ہائی آفیشلز کو جماعت کی طرف سے آنر کرتے ہوئے شیلڈز دیں اور ان کی خدمات اور تعاون کو سراہا۔آخر میں مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے دعا کے ساتھ اس تقریب کے ختم ہونے کا اعلان کیا اور پھر سب حاضرین کو ڈنر پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس مسجد کو آباد رکھنے کی توفیق عطا کرے۔آخر پر خاکسار حضور انور کے دو خطوط کی نقل بھی پیش کرتا ہے۔جس میں حضور نے دعاؤں کے ساتھ عبادات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔جب خاکسار نے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مسجد کے استعمال کرنے کی اجازت کے بارے میں خوشکن اطلاع دی تو حضورِ انور نے اس عاجز کے نام 25 اگست 2009 کے خط میں تحریر فرمایا:

''پیارے مکرم سیّد شمشاد احمد ناصر صاحب آپ کی فیکس ملی ہے کہ مسجد بیت الحمید استعمال کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ماشاء اللہ الحمدللہ۔اللہ تعالیٰ بہت مبارک کرے۔رمضان المبارک کا بھی آغاز ہونے والا ہے۔اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اس کے فیوض و برکات سے استفادہ کرنے کی توفیق دے اور مسجد کو عبادت گزاروں سے بھر دے اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔''

اسی طرح دوسرے خط میں حضور نے فرمایا:

''اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد بھی مکمل ہوگئی ہے اور نمازوں کی اجازت ہوگئی۔اللہ تعالیٰ اس مسجد کو عبادت گزاروں سے بھر دے اور اسلام احمدیت کا نور اس مسجد کے ذریعہ اردگرد کے علاقوں میں پھیلنا شروع ہو۔''

خدا کرے کہ ہم ان ہدایات پر عمل کرنے والے ہوں اور یہ مسجد عبادت گزاروں سے بھر جائے، آمین۔

☆=......=......=......=......=......=......=☆

صد سالہ خلافتِ احمدیہ

سعادت اکرم۔ کراچی پاکستان

خلافت جوئے شیریں ہے خلافت آسمانی ہے
ابلتے تازہ چشموں کا یہ ٹھنڈا شیریں پانی ہے
خلافت دراصل حصہ نبوت کا امامت کا
یہ اُس کے جاری دعووں کا نظامِ جاودانی ہے

قدیمی سنت اللہ ہے لکھا ہے سب نوشتوں میں
نہیں سنت ترک کرتا یہ اس کی مہربانی ہے
خلافت جاری و ساری یہ اُس قادر کی قدرت ہے
وہ یکتا اپنی قدرت میں، نہ اس کا کوئی ثانی ہے

خلافت دائماً ہے قائماً ہے واسعاً بھی ہے
فنا ہو کر مٹے گا سب، یہ دنیا آنی جانی ہے
مطہر ہیں منور ہیں جو ہیں اس نور کے نیچے
وہی ہیں فائزوں بڑھ کر جنہیں گردن جھکانی ہے

خدا کا مہدیٔ دوراں جو بالکل وقت پر آیا
نشاں پورے ہوئے زندہ خدا کی یہ نشانی ہے
نبوت، بعد میں اس کے خلافت وعدۂ ربی
خلافت کی یہ نعمت تو متاعِ آسمانی ہے

خلافت در خلافت ہے شریعت یہ محمدؐ کی
خدا کی حکمرانی پھر خلافت میں چلانی ہے
خدا کے ہاتھ سے لگتا ہے یہ پودا خلافت کا
خدائے لم یزل کی آبیاری میں روانی ہے

خدا آتا ہے خود اور زندگی کا جام دیتا ہے
فدا ہو کر اٹھو دوڑو یہ نعمت جس کو پانی ہے
ہمیشہ سلسلہ جاری رہے گا اُس کے کاموں کا
یہی رازِ نہانی ہے یہی سچی کہانی ہے

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

کشمیر کے جنگلوں میں رزقِ کثیر

عبدالغفار ڈار، سابق ایڈیٹر ہفت روزہ ''اصلاح'' سرینگر کشمیر

کچھ عرصہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ کی صفت 'رزّاق' کے موضوع پر بہت ہی دلنشین خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس سے میری توجہ اپنے گاؤں موضع، سنور کشمیر کی طرف منتقل ہوگئی اور قریب کے جنگلات کے بے شمار رزق یاد آئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو رزّاق ہے اور ساری دنیا میں طرح طرح کے رزقِ حلال سے اپنی مخلوق کو بے پایاں رزق عطا فرما رہا ہے اس رزق حلال اور خودرَو پیداوار میں کسی بندہ بشر کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ نہ کوئی بیج بوتا ہے نہ کوئی کلبہ رانی کرتا ہے نہ کسی طرح کی کھاد وغیرہ کا کوئی انتظام کرنا پڑتا ہے۔ خیرالرازقین خدا نے جنگلوں اور بیابانوں میں اپنی مخلوق کیلئے بے شمار انواع و اقسام کے رزق اور خوراک کے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ چرند و پرند اور جنگلی جانوروں کے کھانے پینے کے سامان جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے ہی اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے پیدا کئے ہیں۔ میں بیابانوں اور سمندروں کے سامانِ خوراک کا معمولی تذکرہ بھی نہیں کر سکتا۔ میں اس مضمون میں اپنے علاقے کے جنگلوں میں خود رَو پھلوں اور سبزیوں سے متعلق اپنی یادداشت سے چند معلومات چُن کر قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کرتا ہوں۔ اپنے بچپن میں یہ پھل اور سبزیاں مجھے خود کھانے کا موقعہ ملا اور ان کا ذائقہ اور تفاصیل آج بھی ذہن میں محفوظ ہیں۔

ہمارے ہاں ایک خاص پھل جنگل میں ہوتا ہے اسے کشمیری زبان میں 'پوستل پھل' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے' اسی سے شروع کرتا ہوں، یہ ایک جنگلی درخت ہے۔ بے شمار اس کی شاخیں ہوتی ہیں۔ ایک خاص موسم میں سرخ رنگ کا دانے دار پھل اس پر اتنی بہتات سے لگتا ہے کہ وہ انسانوں اور جانوروں کے کھانے کے بعد بھی بچا رہتا ہے اور وہاں ہی جنگل میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اسکی لکڑی بھی خاص قسم کی ہوتی ہے۔ موسم سرما کی برفباری میں کشمیریوں کو آگ تاپنے کیلئے اہتمام کرنا ہوتا ہے تو وہ اسکی لکڑی استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کی آگ ان کی کانگڑیوں میں دیر تک رہتی ہے اور اسکا پھل اتنا مزیدار ہوتا ہے کہ میں اس کی لذت کی تعریف سے قاصر ہوں۔ ایک اور خودرو شاخدار بوٹی ہوتی ہے اسکو 'کل ماَ چھ' کہتے ہیں کشمیری زبان میں شہد کو ماَ چھ کہتے ہیں۔ یہ شہد مکھیر کا نہیں بلکہ ایک چھوٹے سے جنگلی درخت میں پیدا ہوتا ہے۔ اور حقیقتاً شہد کی طرح بہت لذیذ اور مزیدار ہوتا ہے۔ نوجوان لڑکے خوب پیٹ بھر کے کھاتے ہیں اور اپنے عزیز واقارب کیلئے بھی اپنے ساتھ گھروں میں لاتے ہیں۔

میں نے پھلوں کا ذکر چھیڑ دیا ہے، آگے چل کر آپ قارئین کرام کو جنگلی خودرَو عجیب وغریب اور مفید صحت سبزیوں اور ترکاریوں کا قصہ بھی سناؤنگا۔ ان بے شمار پھلوں میں سے ایک اور میوہ کا ذکر کرتا ہوں۔ اس کا نام مائل ہے۔ اس پھل کے بارہ میں کشمیری زبان میں ایک ضرب المثل بھی مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو بے رغبتی کا عارضہ ہو اور اس کا دل کچھ بھی کھانے کیلئے آمادہ نہ ہو اور اس کے سامنے یہ جنگلی پھل مائل رکھ دیا جائے تو وہ لازماً اسے کھا کر بے حد محظوظ ہوتا ہے۔ اس جگہ مجھے وہ حدیث شریف بھی یاد آگئی ہے کہ جنت کی نعمتیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتیں اتنی بے شمار اور غیر معمولی اقسام کی ہوں گی کہ کسی بندہ بشر نے ان کو کھایا اور دیکھا نہ ہوگا۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آئے گی کہ ایسی عجیب وغریب نعمتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح ہمارے جنگلوں کی نعمتوں کا بھی کوئی شمار نہیں۔ اور بعض نعمتیں مثلاً جو میں نے بچپن میں صرف ایک بار دیکھی

اور کھائی بھی ہے اس کے بعد اپنی عمر عزیز میں ملکوں ملکوں جا کر بے شمار پھل کھائے مگر جو لذّت اس مائل میں تھی سچ عرض کرتا ہوں کہ اس کے برابر میں نے آج تک کوئی پھل نہ دیکھا نہ کھایا، خدا کرے کہ جنت الفردوس نصیب ہو تو وہاں ضرور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میسر ہوں، فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

ابھی میں پھلوں اور میوہ جات کا ذکر کر رہا ہوں جو میں نے اپنے جنگل میں دیکھے ہیں اور کھائے ہیں، ان میں سے ایک اور نعمتِ خداوندی ہے اس کو ''ترُوکہ ٹاٹھ'' کہتے ہیں اس کے معنی ہیں کہ کھٹا میٹھا، واقعتاً یہ ڈنڈی سی ہوتی ہے جو لذّت کے لحاظ سے ترش بھی ہوتی ہے اور میٹھی بھی۔ تقریباً ایسی جیسے گلاب جامن ہوتا ہے۔ اس کی ڈنڈی سے چھلکا اتارا جاتا ہے جیسے آپ کیلے کا چھلکا اتارتے ہیں۔ یہ میوہ بھی ہے اور خوراک بھی ہے۔ سیر ہو کر کھائیں تو آپ کی بھوک کا انتظام بھی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح مجھے ایک اور عمدہ اور پیارا پھل یاد آتا ہے اس کا نام ''ٹینگہ راچھ'' ہے۔ اس نام کی میں کوئی تشریح نہیں کرسکتا اور حقیقتاً اس کے لذیذ ہونے کی بھی تشریح نہیں کرسکتا۔ البتہ مجھے یوں لگتا ہے کہ مشہور و معروف پھل جسے سٹرابری (Strawberry) کہتے ہیں اس کا دانہ کافی بڑا ہوتا ہے جبکہ ''ٹینگہ راچھ'' کا دانہ اس کے مقابلہ میں کافی چھوٹا ہوتا ہے مگر بہر حال سٹرابری سے زیادہ مزیدار اور پُر لطف ہوتا ہے۔ ایک اور پھل جو میں نے نہ کھایا نہ دیکھا اسے ''ڈن وانگن'' کہتے ہیں یعنی جنگلی بینگن۔ اس کا شمار غالباً میوہ جات میں نہیں بلکہ سبزی ترکاری قسم کی کوئی چیز ہے۔ ان میں سے اکثر رزق کی جنگلی قسمیں اس عاجز نے اپنی دس سال کی عمر میں دیکھی اور کھائی ہیں۔ جب 1928 میں قادیان پڑھنے کیلئے گیا یہ چیزیں میرے لئے ''شجرِ ممنوعہ'' ہوگئیں یعنی میسر نہ رہیں۔ اب میں سبزیوں ترکاریوں کی طرف آتا ہوں۔ ان میں سرِ فہرست جو نام میری یادداشت میں اُبھرا ہے اسے ''کوٹنہ گیٹھ'' کہتے ہیں۔ یہ خاص اونچے اونچے پہاڑی علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ جن کو دستیاب ہو وہ جمع کر کے بازاروں اور شہروں میں کافی مہنگے دام فروخت کر کے اس سے کچھ نہ کچھ پیسہ کما لیتے ہیں۔ اسے دودھ میں پکایا جاتا ہے یہ ایک اونچی قسم کی اعلیٰ ڈش کہلاتی ہے الحمدللہ، میں نے وافر طور پر کھائی ہے اور کشمیری احباب اسکے دلدادہ اور متمنی ہوتے ہیں مگر شاذ ہی ملتی ہے۔

سبزیات جن کو میں نے اوپر ترکاری کے نام سے یاد کیا ہے اسکی تو ہمارے جنگلوں میں بہتات ہے۔ ڈیڈھ، دررب ہنڈ۔ کاسنی کوہی، ایک قسم کرالہ ٹنڈ بھی ہوتے ہیں۔ جنگلی پیاز ہوتا ہے۔ خودرَو پودینہ بے حد بے حساب ہوتا ہے۔ دُرپل ہاکھ یہ ایک قسم کرم ساگ کی ہے مگر جنگلوں میں ہوتا ہے اور بھی بہت سی جنگلی سبزیاں ہوتی ہیں جنھیں سکھایا جاتا ہے۔ خشک کر کے یہ سٹاک موسم سرما میں لوگوں کے کام آتا ہے یہ سبزیاں عموماً چاول جو کہ کشمیریوں کا من بھاتا کھاجا ہے کے ساتھ استعمال کی جاتی ہیں۔ بالعموم ان سبزیوں کی تاثیر گرم ہوتی ہے اسی وجہ سے جب لوگوں کو تازہ سبزیاں برفباری کی وجہ سے مہیا نہیں ہوتیں تو انہی جنگلی سبزیوں کو نعمت خداوندی سمجھ کر استعمال کیا جاتا ہے سچی بات تو یہ ہے کہ ان نعمتوں کا شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔ میں طوالت میں بھی نہیں جاسکتا۔ اب جبکہ میری عمر 93 سال کی ہے بہت کچھ بھول گیا ہوں۔ وادیٔ کشمیر کو اللہ تعالےٰ نے چھوٹی بڑی جھیلوں سے بھی نوازا ہے سرسبز شاداب علاقہ ہونے کی وجہ سے مال مویشی بھی لوگوں نے پال رکھا ہے۔ دودھ دہی، لسی کے علاوہ دودھ سے ''کلاڑی'' پنیر اور متعدد چیزیں بطور خوراک و سالن تیار کی جاتی ہیں۔ ''ندرُو'' ایک آبی ترکاری ہے جس کا سردیوں گرمیوں میں عام استعمال ہوتا ہے۔ یہ تمام چیزیں من و سلویٰ کے شمار میں ہیں اور بطور خاص بنی اسرائیل اقوام کی خوراک اور رزق میں شامل ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جنگلوں میں جڑی بوٹی کی صورت میں نہایت ہی مفید خلائق ادویات کے سامان بھی پیدا کئے ہیں کہ یہ بھی اس رزّاق و رحیم خدا کا عطیہ ہے۔ بعض جڑی بوٹیاں اتنی زود اثر ہوتی ہیں کہ گویا مریض مردہ سے فوراً زندہ ہوجاتا ہے یہ تمام اقسام رزق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیکوکار اور گنہگار سب بندوں کیلئے پیدا فرمائی ہیں۔ کشمیر میں زیرہ و زعفران جیسی قیمتی اشیاء بھی خودرَو ہیں اب کئی چیزیں جنگلوں سے ان کی پنیری لا کر انہیں کاشت بھی کیا جاتا ہے مثلاً سٹرابری وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ بہترین اور اعلیٰ ترین رزق رساں ہے۔ دین و دنیا کے تمام رزق اسی کے فضل و کرم سے تمام بنی نوع انسان کو ملتے ہیں اور قیامت تک ملتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں کوئی تغیر نہیں۔ ہاں کمی بیشی ہمارے اعمال کے نتیجہ میں آتی رہتی ہے۔ غربت و قحط سالی کے جو دَور جہاں آتے ہیں وہ بھی بنی نوع انسان کے اعمال کے نتیجہ میں آتے ہیں، اس مضمون پر حضور نے کما حقہ روشنی ڈالی ہے اور اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات سنا کر اپنی جماعت کو

توجہ دلائی ہے کہ روح اور روحانی زندگی کو برقرار رکھنے اور اسے انجام بخیر تک پہنچانے کیلئے ہمیں اپنے رزق رسان کی اطاعت اور عبادت کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔خدا کرے ایسا ہی ہو۔

کلامِ محمود سے دوتین شعر بھی ملاحظہ کریں:

حلال کھا کہ ہے رزقِ حلال میں برکت
زکوۃ دے کہ پڑے تیرے مال میں برکت

لگا ئیو نہ درختِ شکوک دل میں کبھی
نہ اس کے پھل میں ہے برکت نہ ڈال میں برکت
جہاں پہ کل تھے وہیں آج نہ رُکے رہنا
قدم بڑھاؤ کہ ہے انتقال میں برکت
محمدِؐ عربی کی ہو آل میں برکت
ہو اس کے حسن میں برکت جمال میں برکت

......* * * * * *......

ہمہ وقت حمد کرتے رہو

امتہ الباری ناصر

غنی کریم غفورالرحیم نکتہ نواز — وہ نکتہ گیر بھی ہے احتیاط کرتے رہو
دعا کا ہاتھ سدا ہو عمل کے شانے پر — پھر اس کے بعد خدا کے بھروسے چلتے رہو
ہمیں تو یہ بھی سلیقہ نہیں کہ کیا مانگیں — یہ فیصلہ ہے ہمہ وقت حمد کرتے رہو
اگرچہ اُس نے خود اپنے پہ رحم فرض کیا — وہ بے نیاز ہے ہر وقت اُس سے ڈرتے رہو
ہیں کامیاب اگر تو اُسی کا فضل ہے یہ — کمال عجز سے قادر کے در پہ جھکتے رہو
قدم قدم پہ جہاں میں ہیں پُرکشش منظر — یہ خارزار ہے دامن بچا کے چلتے رہو
ہو کام جس سے خدا کا جمال ظاہر ہو — قبول کرلے وہ مالک دعائیں کرتے رہو
ابھی جو پانی ہے پایاب سر سے گزرے گا — نہ آئے نوحؑ کا طوفان توبہ کرتے رہو
مَرَض یہ عجیب ہے جاں لے کے بھی نہیں ٹلتا — نفس کے بخل سے کبر و ریا سے بچتے رہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں قصیدہ

ارشاد عرشی ملک۔ اسلام آباد پاکستان

اے مسیحؑ، اے عظمتِ اسلام کے زندہ نشاں
تو محمدؐ مصطفٰے کے دین کا ہے پاسباں

جل چکے تھے سب شجر اور دھول اُڑتی تھی یہاں
رحمتِ رَبّ نے تجھے بھیجا بشکلِ باغباں

سارے اہلِ علم تھے حیران و بے بس، نوحہ خواں
دین کی حالت یہ تھی، گویا مریضِ نیم جاں

حال تھا اسلام کا مجبور و لا چار و یتیم
تھی عیسائیت ان دنوں گویا تنومند پہلواں

تو وہ پانی تھا جو آیا آسماں سے وقت پر
دین کے اجڑے چمن کو کر دیا جنت نشاں

ایک مدھم سی صدا گمنام وادی سے اٹھی
اور پھر دنیا میں گونجی، مثلِ آوازِ اذاں

وہ زمانہ تھا کہ تیرا نام بھی مستور تھا
گویا زیرِ غار ہو، ایسا نہاں تھا قادیاں

تو وہ زمزم تھا جو پھوٹا سرزمینِ ہند سے
تیرے دم سے ہو گئیں سیراب بنجر وادیاں

تو فرشتوں کے جلو میں گرچہ تھا نازل ہوا
پر زمانے سے تھا مخفی لشکرِ قدوّسیاں

دوش پر تیرے نبوت کی ردائے خاص تھی
جس نے بخشی تھی یہ چادر، وہ تھا تیرا قدرداں

تو خدا کی گود میں تھا مثلِ طفلِ شیر خوار
تھا خدا تیرے لئے مانندِ پدرِ مہرباں

تیرے منکر دیکھ نہ پائے خدا کی رمز کو
اپنی نابینائی کے باعث تھے حیراں بدگماں

کی منادی اسرائیلی ابنِ مریم مر چکا
انتظار آمد کا اس کی اب ہے کارِ رائیگاں

جا بجا قرآن نے دی جس کے مرنے کی خبر
منتظر بیٹھے ہو کیوں آمد کے اس کی ناگہاں

میں وہ عیسٰی ابنِ مریم ہوں جو آیا وقت پر
کتنی صدیوں سے تھے میرے منتظر پیر و جواں

میں وہ مہدی ہوں جسے بھیجا محمدؐ نے سلام
میں حصارِ عافیت ہوں، میں پناہِ بے کساں

چاند اور سورج ہوئے تاریک میرے واسطے
تا زمانہ دیکھ لے قرآن کی سچائیاں

زلزلہ برپا کیا ہرسُو تری للکار نے
تیرا آنا اک قیامت کی طرح تھا ناگہاں

سب فقیہہ، احبار و عالم ہو گئے مثلِ یہود
پھر مسیح کی دشمنی کے شوق میں یک قلب و جاں

کوئی کہتا تھا تجھے مکار کوئی مفتری
بولتے تھے سارے حاسد اپنی اپنی بولیاں

کافر و ملحد کہا، دجال اور کاذب کہا
کفر کے فتووں سے گونجا آخرش ہندوستاں

بدظنوں نے بدظنی کر کر کے لعنت مول لی
جاہلوں نے پاک سے منسوب کیں ناپاکیاں

ہر مکذب نے مگر چکھی اہانت کی سزا
ہر مکفر بن گیا عبرت کا اک زندہ نشاں

چاہے وہ آتھم ہو چاہے ڈوئی ہو یا لیکھ رام
زد میں جو آیا، بنا وہ بھولی بسری داستاں

تو نے سمجھایا کہ بغضِ انبیاء اچھا نہیں
یہ ہیں شیروں کی کچھاریں اور ہے جاں کا زیاں

وار ہر بد خواہ کا اس پر پلٹ کر جا پڑا
تیرے سر سے پاؤں تک وہ یار تھا تجھ میں نہاں

تھا جلالی رنگ بھی تجھ میں جمالی رنگ بھی
اور دونوں رنگ تھے پیارے ترے شایانِ شاں

فضل اور احسان تھے مولا کے بے حد و حساب
رحمتیں تجھ پر انڈیلیں اس نے بھر بھر جھولیاں

ایک بیٹے کی خبر دے کر خدا نے یوں کہا
تو نے مانگا تھا نشاں، سو یہ ہے رحمت کا نشاں

تخم سے تیرے، تری ہی ذُرّیت سے نسل سے
خوبصورت پاک لڑکا آرہا ہے میہماں

نعمتیں تجھ کو ترے مولا نے بخشیں اس قدر
بن گیا پیارے تو انعمتُ علیکم کا نشاں

عشق کی طغیانیاں سو رنگ میں ظاہر ہوئیں
سوچتی ہوں ایک قطرے میں سمندر تھا نہاں

تو کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ تھا
نیز ابراہیمؑ، جس کی نسل مثلِ کہکشاں

وار کوئی دینِ احمدؐ پر تو سہہ سکتا نہ تھا
یوں تڑپ اٹھتا تھا دل گویا ہو رقصِ بسملاں

لٹ گیا تھا دین کے غم میں ترا چین و قرار
تیری آنکھوں سے رواں تھیں آنسوؤں کی ندّیاں

کھا رہا تھا دیں طمانچے دشمنوں کے ہاتھ سے
تو نے رخساروں پہ جھیلے اُن طمانچوں کے نشاں

پڑ رہے تھے دینِ احمدؐ پر تبر ہر سمت سے
تو نے سینے پر لئے سب وار، ساری برچھیاں

تو نے عشقِ مصطفیٰؐ کے ہم کو سکھلائے چلن
تو امامِ عاشقاں تو عشق کی روحِ رواں

تو نے سمجھایا محمدؐ ہیں فقط زندہ نبی
بانٹتے ہیں زندگی میں ان کا ہوں زندہ نشاں

تجھ کو جو کچھ بھی ملا سب مصطفیٰؐ کے فیض سے
دین کے موجد محمدؐ تو تھا دیں کا پاسباں

نور کی مشکیں فرشتوں نے انڈیلیں رات بھر
یوں پڑھا تو نے درودِ پاک مثلِ عاشقاں

اور ہاں 'نجم الھدیٰ' لکھی زبانِ یار میں
تذکرہ معشوق کا، عاشق کا پھر زورِ بیاں

تجھ سے انوارِ محمدؐ کا جہاں میں انعکاس
تیرے قول و فعل سے یہ نور ہر لحظہ عیاں

تیری آمد کیا ہوئی اک نور کی بارش ہوئی
انتشارِ نور نے ہر سمت کیں ضو پاشیاں

جس پہ تیرے نور کا پرتو پڑا وہ جی اٹھا
جو ترے جھنڈے تلے آیا ملی اس کو اماں

تیرے دم سے لہلہا اٹھا چمن اسلام کا
چھا گئی تثلیث کے باغات پر فصلِ خزاں

اک تحدی ہے تری تحریر میں، تقریر میں
ہے عجب طرزِ نگارش ہے عجب طرزِ بیاں

"فتحِ اسلام" ہو وہ یا کہ "توضیحِ مرام"
معرفت کی مَے سے پُر ہیں سارے کوزے مٹکیاں

پھر ازالہ یوں کیا تو نے سبھی اوہام کا
ہو گئے احباب شرحِ صدر پا کر شادماں

خدمتِ دیں کے لئے تجھ کو چُنا اللہ نے
خود ترے کاندھوں پہ رکھا اس نے یہ بارِ گراں

فکر تھی دل کو ترے تو غلبۂ اسلام کی
ہیچ تھے نظروں میں تیری اور سب سود و زیاں

دبدبہ ہے، رعب ہے گفتار میں للکار میں
شیرِ نر بن کر جیا تو دشمنوں کے درمیاں

تیرا ثانی کون ہے تحریر میں تقریر میں
تو ہی سلطان القلم ہے تو ہی سلطان البیاں

ہر دلیل ایسی جو کفر و شرک کا دل چیر دے
ہر مکذّب ہر مکفّر کے لئے تیغِ رواں

مردِ آہن تھا خدا کے دشمنوں کے سامنے
پر خدا کے سامنے مانندِ طفلِ ناتواں

تو مقابل کفر کے اک برق تھا اک قہر تھا
اہلِ ایماں کے لئے لب تھے ترے شکر فشاں

تو تھا عزم و استقامت میں پہاڑوں کی طرح
وسعت و گہرائی میں مانندِ بحرِ بیکراں

لمس تیرا دِیں کے مُردوں کے لئے اکسیر ہے
تجھ سے جو مس ہو وہ پا جاتا ہے عمرِ جاوداں

تو تھا وہ شاہی محل جس کو بنانے کے لئے
کر دیئے مسمار خود قدرت نے بوسیدہ مکاں

عشق تھا اسلام کا ہر آن دل میں شعلہ زن
پھونکتا رہتا تھا ہر پل تجھ کو یہ سوزِ نہاں

بس رضائے رب تجھے شام و سحر مطلوب تھی
ایک ہی دُھن میں رہا تو بے نیازِ دو جہاں

تجھ کو تاجوں سے غرض نہ کوئی ملکوں کی طلب
تاج تھا رضوانِ یار اور مُلک ربّ کا آستاں

دل ترا ایسا کہ ربّ العالمیں کا عرش تھا
قلب میں اترا خدا اتنی بڑھیں نزدیکیاں

"فقر کی منزل کا ہے اول قدم نفیِ وجود"
تو نے روندا نفس کو رکھا مثالِ پائیداں

عاجزی ایسی کہ خود کو کرمِ خاکی کہہ دیا
یوں گیا اوجِ ثُریّا پر تو اَے شاہِ زماں

بانسری تو نے محبت کی بجائی اَے کرشن
مست و بے خود ہو گئے اس دُھن پہ حق کے قدرداں

وادیٔ گنگا میں گونجا نعرۂ بے خود ترا
وادیٔ جمنا میں مہکیں عشق کی سرگوشیاں

منہ کے بل گرنے لگے سارے ہبل، لات و منات
بت کدے میں تو نے کفر و شرک کے جب دی اذاں

بالمقابل سحر کے تھا معجزہ تیرا وجود
ہڑبڑا کر جاگ اٹھا دفعتہً ہندوستاں

تجھ کو ہلکا جان کر جگ نے تری تحقیر کی
پر خدا کے گھر میں تیرا مول تھا بے حد گراں

"دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمتِ آساں نہ تھی"
ہو گیا دشمن جہاں ملتی نہ تھی جائے اماں

قوم نے تیری تجھے کذّاب اور کافر کہا
تو تھا صادق تو امیں تو راستی کا شاہ جہاں

منقطع کر کے ترے آباء کا ذکر اللہ نے
سلسلہ تجھ سے نیا قائم کیا شاہِ جہاں

سب کے سب اپنے پرائے جب ترے دشمن ہوئے
ہو گیا تو اپنے مخفی یار کے اندر نہاں

ہر طرف آواز دی تو نے دلِ پُر درد سے
نیک فطرت اُڑ کے آ پہنچے مثالِ طائراں

گالیاں سن کر دعا دی پا کے دکھ احساں کیا
عجز تیری ڈھال تھی متکبروں کے درمیاں

بیج جو بویا تھا تو نے ایک گلشن بن گیا
آج پھولوں سے پھلوں سے لد گئیں ہیں ڈالیاں

گریۂ پیہم نے تیرے حشر برپا کر دیا
وسعتِ افلاک میں گونجی تری آہ و فغاں

یوں اُمنڈ کر آئی دنیا، راستے گھرے ہوئے
آئے شرق و غرب سے زندہ دلوں کے کارواں

زلزلے آئے کبھی طاعون کی پھوٹی وبا
آسماں کو چیر دیتا تھا ترا دردِ نہاں

تو نے رنگ و نسل کی سب سرحدیں مسمار کیں
اجنبی نا آشناؤں کو بنایا ہم زباں

تیری کشتی میں جو آ بیٹھا ملی اس کو نجات
اک علامت امن کی تھا قادیاں دارُالاماں

تو زمانے کے لئے ٹھنڈی ہوا کی مثل تھا
جس کا جھونکا، مضمحل روحوں کو کر دے شادماں

''کیا خدا کافی نہیں ہے اپنے بندے کے لئے''
یہ خدا کے لفظ ہر طوفان میں تھے بادباں

تو نے ہم سب کو پرویا عشقِ رب کی ڈور میں
تو نے بتلایا کہ کیا شئے ہے نشاطِ دوستاں

تھا ترا حربہ دعا اور کام تھا کسرِ صلیب
مردِ آہن حوصلے میں عزم میں مثلِ چٹاں

تو نہ بے موسم کے آیا تھا، نہ بے موسم گیا
کام کو پورا کیا اے کامیاب و کامراں

روز و شب جاری تھی دل میں عشقِ رب کی آبشار
ہو گئیں سیراب سب بنجر دلوں کی کھیتیاں

تو کہ اپنے دور کا آدمؑ تھا' تیرے واسطے
ہو گئے تخلیق پھر تازہ زمین و آسماں

عشق مولا کا تری رگ رگ میں تھا ایسا رچا
نوجوانی ہی میں دل کو بھا گئیں تنہائیاں

دُھول تیرے پاؤں کی سرمہ ہماری آنکھ کا
قافلہ سالار تھا تو' تُو تھا میرِ کارواں

تو نے چھوڑے خوابِ شیریں، تو نے چھوڑے اکل و شرب
خود لئے خارِ مغیلاں، دے کے پھولوں کی دُکاں

تو نے ہم سب کو شکیب و صبر کا خوگر کیا
ہم کو سمجھایا دعا دینی ہے سن کر گالیاں

تھا ''مسیتڑ'' کا لقب تجھ کو لڑکپن سے ملا
تھی اوائل عمر سے مسجد تری جائے اماں

قوم پر پژمردگی چھائی تھی، دل مایوس تھے
نت نئے دیکھے نشاں تو ہو گئے جذبے جواں

جب خدا کے ہاتھ نے جھٹکا قلم تو آ گرے : خلوت و جلوت میں تھی صحبت میسر یار کی
جسم پر ملبوس پر کچھ سرخ چھینٹوں کے نشاں : عمر بھر جاری رہیں محبوب سے سرگوشیاں
بارشِ الہام سے دھو کر مصفیٰ کر دیا : بھید کو پیارے ترے کیسے سمجھتا یہ جہاں
اَٹ گئے تھے دہریت کی دھول میں پیر و جواں : تو تھا مولا میں نہاں، مولا ترے اندر نہاں
علم قرآں کا سکھایا تجھ کو خود اللہ نے : تو عوام النّاس کی عقل و سمجھ سے تھا بعید
منفرد انداز تیرا، منفرد شرحِ بیاں : ابتداء میں کوئی نہ تھا تیرا مونس، رازداں
دل کہ جو اجڑے بیاباں کی طرح ویران تھے : تو محمدؐ مصطفیٰ کے در کا اک ادنیٰ غلام
لہلہا اٹھیں وہاں سر سبز تازہ کھیتیاں : اور میں تیری غلامی پر ہوں نازاں جانِ جاں
تازہ جھونکوں سے دل و جاں کو معطر کر دیا : میں تھی ناواقف خدا سے میں تھی اک جاہل گنوار
تو نے یوں کھولیں یقین و معرفت کی کھڑکیاں : تو نے عشقِ رب کی مجھ کو چاٹ ڈالی مہرباں
بالمقابل کس طرح آتے ترے عقلی علوم : رُوح کو میری نہ جانے تجھ سے کیسا ربط ہے
پُر تھی الہامی جواہر سے ترے دل کی دکاں : جب پڑھوں تیری کتابیں، اشک ہو جائیں رواں
قبرِ عیسیٰ کا پتہ تو نے دیا کشمیر میں : جوش و مستی دل میں بھر دیتی ہیں تحریریں تری
بولتا ہے ہر محقق آج کا تیری زباں : ہو نثر یا شاعری، عرشی ہے جامِ ارغواں
مرہمِ عیسیٰ نے دی تھی صرف عیسیٰؑ کو شفا : کاش میں پیدا ہوئی ہوتی سوا سو سال قبل
تیری مرہم سے شفا پاتا ہے لیکن اک جہاں : دُھول کی صورت ترے قدموں میں رہتی جانِ جاں
''وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے'' : سوچتی ہوں ایک انساں ایک دنیا بن گیا
اے سخی تو نے لٹائے ہیں وہ بھر بھر جھولیاں : ایک نفسِ واحدہ سے پھر بنا کامل جہاں
ہو گئے مغلوب اور حیران سارے فلسفی : آنے والا آیا اپنا کام کر کے جا چکا
معرفت کی تجھ کو بخشیں رب نے وہ باریکیاں : منتظر عیسیٰ کی ہیں اب تک طبائع ناقصاں
طالبوں کو تو نے سکھلائے وہ اسرار و رموز : ہو گئیں ناکام سو سالوں پہ پھیلی سازشیں
حق کے عاشق ہو گئے وہ سب مثالِ سالکاں : گونجتا ہے آج دنیا بھر میں ذکرِ قادیاں
جلوۂ حسنِ بُتاں پھیلا تھا ہندوستان میں : ذکر نے تیرے کناروں کو زمیں کے چُھو لیا
تو جمالِ رب میں لیکن گم تھا مثلِ عاشقاں : ہو گئے دشمن ترے دنیا میں بے نام و نشاں

چند مصرعوں میں سمیٹوں کس طرح تاریخ کو : ہے سوا سو سال پر پھیلی ہوئی یہ داستاں